الحق مع علیؑ و علیؑ مع الحق

شیعہ بچوں کے لیے

امامیہ ریڈر

حصۂ اوّل

مؤلفہ سید ساجد حسین کاظمی سلونوی

حسینی پریس راجہ بازار لکھنؤ طبع شد

نوٹس

شیعہ کو جو دراصل محمدؐ و آل محمدؐ کی برادری ہے عموماً اور آل رسولؐ کے لیے خصوصاً جاہل اور بے علم
میرے خیال مین ایک سنگین جرم ہے محمدؐ و آل محمدؐ کی برادری تو اس لیے قائم ہوئی کہ وہ قوم کی
سے تمام دُنیا کی ترقی اور وقار کے لیے ایک اعلیٰ نمونہ کا کام دے اور بنی آدم کی تسلّی و تشفّی کا باعث ہو
یعہ کو اس بات پر فخر کرنیکا جائز حق حاصل ہے کہ وہ اسلام کا وارث اور امین ہے اسلیے اُسکے سر یہ سب سے بڑی ذمّہ داری ہے
دل و جان سے اُسکی تبلیغ و اشاعت کرے۔ اگر ایسا نہ کیا تو وہ دُنیا مین مُنھ دکھلانیکے قابل نہین ہے۔ اور وہ ہرگز
شیعہ نہین۔ ہر شیعہ کے لیے صرف ایک امر پیش نظر رکھنا چاہیے کہ وہ محمدؐ و آل محمدؐ کی حکومت کا ایک معتمد درباری
ر آمد خدمتی سپاہی ہے اُسکی زندگی کے ہر ہر لمحہ کا فرض ہے کہ وہ محمدؐ و آل محمدؐ کی سلطنت کو تمام دُنیا مین عام
لی کوشش کرے اور بنی آدم کو بُری راہ نہ چلنے دے یہی اُنکے ساتھ سب سے بڑی نیکی ہے لیکن اُسی کے
ی اسکا یہ فرض اوّلین بھی ہے کہ وہ خود کو اس قابل بنائے کہ اُسکا انداز زندگی دُنیا کیلیے کچھ مفید ہو سکے
قیا ہون کہ وہ والدین قیامت کے روز کیا جواب دینگے جب اُن سے پوچھا جائیگا کہ تم نے کیون ہمارے ایسے
ے بندونکو جنکے صرف تم سرپرست بنائے گئے تھے اور جنکے روح و خون کی قیمت دونون جہان کی قیمت
ابر تھی جاہلیت کی موت مار ڈالا اور اپنی زندگی مین اُنھین یہ بھی سمجھنے کا موقع نہ دیا کہ ہمارا مذہب
ی۔ اسلیے تم اسکے باعث ہوے کہ ہمارا مقصد بہت حد تک فوت ہو گیا۔ اور بنی آدم زبردست نفع سے
رکھے گئے۔ اِس عظیم الشان نقصان اور بدنامی کے تلافی کے لیے ہم نے نہایت محنت و جانفشانی سے
یہ ریڈر حصّہ اوّل۔ حصّہ دوم۔ حصّہ سوم۔ حصّہ چہارم۔ اور حصّہ پنجم تالیف کی ہے تاکہ موجودہ نسل
قابل ہو سکے کہ وہ دنیا کی چول ہلا دے اور اپنی کھوئی ہوئی عزت حاصل کر سکے۔ اِسی سلسلہ مین
پنے برادر مکرم حضرت قبلہ سید واجد حسین صاحب کاظمی سلونوی کے بیحد رہین منت ہین کہ آپکی
نی اور ایثار نے مشہور و معروف امامیہ ریڈر کو زیور طبع سے آراستہ ہونیکا موقع دیا۔

سیّد ساجد حسین کاظمی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امامیہ ریڈر حصہ اول

بحق محمدؐ و آل محمدؐ

عترت قسمت نعمت فرصت کلفت ظلمت
غفلت شفقت عظمت عادت صورت سیرت

حیدر صفدر جعفر باقر زہرا کبرا فردا صغرا
عالی شاہی ناجی دوزخ جنت کوثر اصغر مالک

عالم جاہل شوہر زوجہ موسیٰ عیسیٰ اعلیٰ
بندہ چہرہ بہتر اصیل شریف ضعیف رذیل
ثواب گناہ عذاب جواب خواص عوام قیام
شہدا علما امرا فصحا کاہل جوہر خنجر

زہیر حبیب ہلال بلال قران حدیث مقام
شانہ دانہ چہرہ عابد زاہد اکبر انور

مُحمّد مَسّرت مشقت حامد اَحمد مُحسن مُسلم
حسین قنبر فِضہ قاسم رسول امام بہشت

دَرود نماز جہاد سَلام رُکوع سجُود خضُوع خُشوع
صَلواۃ ذکواہ قعُود شہود سُجود روزہ فاقہ نوحہ

اَصالت شرافت نجابت سیادت عبادت ارادت
حکومت ضرورت عقوبت شریعت نصیحت طریقت

مصطفٰی مُرتضٰی مجتبٰی فاطمہ مُحسنہ طاہرہ طَیّبہ
آفات آلام آسان خواب خویش خوان خورد

حسنین کونین ثقلین مشرقین پنجتن بہادر معجزہ
اسلام احسان اعجاز تفسیر آسمان اِلہام اِنصاف

مرثیہ تعزیہ تذکیہ تقیّہ تزویج تشریف تعریف
افسوس انبوہ تامّل تکبّر شجاعت شہامت فصاحت

صِدیقہ مکرمہ معلّمہ عجائب غرائب ہدایت فصاحت
تعظیم تکریم تلقین جنازہ تجہیز تکفین تعریف

رمضان عاشور اعمال تاریخ منحوس مولود مبارک
شمشیر مبارز تلوار ستارہ رخسارہ عصابہ عمامہ

رسالت ولایت امامت خلافت صداقت نجاست طہارت
تہذیب اخلاق تعلیم اہلبیت مسلمان تواریخ انتظام

عاشورہ عزادار احترام آئمہ انبیا پیغمبر اعتقاد
تعظیماً تکریماً تمثیلاً غالباً فوراً احتیاطاً قصداً

صلی اللہ ولی اللہ نبی اللہ رسول اللہ حجۃ اللہ رضی اللہ روح اللہ
اللہ واکبر الحمد للہ سبحان اللہ ماشاءاللہ انشاءاللہ علیہ الصلوٰۃ علیہ السلام

سچ بولو نماز پڑھو روزہ رکھو زکواۃ دو
علم سیکھو مدرسہ جاؤ سویرے اُٹھو صاف رہو

اچھا کام نیک آدمی نیک نام عمدہ صحبت
سچا مذہب پاک زبان محبتی امام حقیقی خوشی

اسلام کی شان قرآن کا ورق حدیث کی کتاب عزاداری کی برکت
دین کا علم ایمان کی دولت علم کی بڑائی کربلا کی زیارت

ہمیشہ سچ بولو۔

امام سے محبت کرو۔

نیّت پاک رکھو۔

اچھے کام کرو۔

دل سے عزاداری کرو۔

قرآن کا ادب کرو۔

محرم کا عشرہ[۱۰] صفر کا چہلم[۲۰] ربیع الاول کی نویں[۹] ربیع الثانی کی دسویں[۱۰]
جمادی الاول کی پندرھوین[۱۵]۔ جمادی الاخر کی بائیسوین[۲۲]۔ رجب کی تیرھوین[۱۳]۔ شعبان کی پندرھوین[۱۵]
رمضان کی اکیسوین[۲۱] شوال کی سترھوین[۱۷]۔ ذیقعدہ کی پچیسوین[۲۵]۔ ذالحجہ کی دسوین[۱۰]

خدا ایک ہے قیامت برحق ہے رسول سچے ہین

قرآن آسمانی کتاب ہے امام سے محبت کرو امام بارہ[۱۲] ہین

خدا عادل ہے

اس کا کوئی شریک نہین۔

پانچون وقت کی نماز پڑھو۔

خدا کو خوش رکھنے کی کوشش کرو۔

عاشور کے روز خوشی نہ کرو۔

امام کی محبت دل و جان سے کرو۔

سچ بولنے سے خدا خوش ہوتا ہے۔

امام سے محبت کرنا رسول کا حکم ہے۔

یاد رکھو

خدا۔ ہم سب کا مالک اور پیدا کرنے والا ہے۔

محمد مصطفےٰؐ - ہمارے رسول ہین ہم سب کو دل سے اُن کا حکم ماننا چاہیئے۔
علی مرتضےٰؑ - ہمارے پہلے امام ہین - ہم کو اُن کے حکم پر اپنی گردن جُھکانا چاہیئے۔
حسن مجتبیٰؑ - ہمارے دوسرے امام ہین ہم سب کو اُن کا بھی حکم ماننا چاہیئے۔
حسین شہید کربلاؑ - ہمارے تیسرے امام ہین - یہ وہی ہین جنھون نے اپنے نانا کی امت کے نجات کے لئے اپنا گلا کٹوایا اور ہم لوگ اِنھین کا ماتم کرتے ہین - ہم سب کو اِن کی عزاداری کرنی چاہیئے۔
فاطمہ زہراؑ - یہ حضرت محمد مصطفےٰؐ کی پیاری بیٹی - علی مرتضیٰؑ کی پیاری بیوی اور حسن حسین کی ماں ہین - اِن کو خاتون جنّت اور خیر النسا بھی کہتے ہین - اِنھین کی اولاد سادات یا آلِ رسول کہلاتی ہے - یہی بی بی دُنیا کی تمام عورتون کی سردار ہین - اِن پر اور ان کی اولاد پر جو ہمارے آقا اور امام ہین درود واجب کیا گیا ہے جب ان کا یا ان کی اولاد کا نام آوے تو ہم کو فوراً درود پڑھنا چاہیئے۔

خدا سے

ایک روز ہمارے پہلے امام حضرت علی علیہ السّلام سے ایک شخص نے پوچھا دیا علی بتلاؤ کہ تمھارا خدا کب سے ہے ؟" آپ نے جواب دیا کہ پہلے تو یہ بتلا کہ خُدا کب سے نہین ہے - تب مین جواب دون کہ وہ کب سے ہے - یہ سُن کر وہ چُپ ہو گیا اور اِس پر ایسا اثر ہوا کہ وہ مُسلمان ہو گیا۔

خُدا کون ہے ؟

خُدا - وہ ہے جو ہم کو کھانے کو دیتا - پیدا کرتا - مارتا اور جلاتا ہے - اس نے ہمارے دل بہلنے کے لئے کیسی اچھی اچھی چیزین پیدا کی ہین - زمین و آسمان

دریا - پہاڑ جانور اور آدمی سب اسی نے پیدا کئے - ہم کو ہاتھ - پیر - ناک - کان - آنکھ - زبان اور عقل سب اُسی نے دی - ہم سب کو اُسی کا بھروسہ ہے - وہی ہمارا مالک اور پالنے والا ہے - اُس کو کسی نے نہین پیدا کیا کیونکہ وہ ہمیشہ سے ہے - نہ تو اُس کے مان ہے اور نہ باپ - اور نہ کوئی بیٹا وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا -

سوال وجواب

سوال - لڑکو اچھا بتاؤ کہ تمھارا پیدا کرنے اور پالنے والا کون ہے ؟

جواب - خُدا

سوال - خُدا کو بھی کسی نے پیدا کیا ہے ؟

جواب - ہرگز نہین - نہ تو اُس کے کوئی مان ہے اور نہ باپ بلکہ وہ تو باپ اور مان کا بھی پیدا کرنے والا ہے

سوال - خُدا کب سے ہے اور کب تک رہے گا - ؟

جواب - وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا -

سوال - خدا کا رنگ اور روپ کیا ہے ؟

جواب - نہ وہ رنگ رکھتا ہے اور نہ روپ -

سوال - لڑکو اچھا بتاؤ تم نے کبھی خُدا کو دیکھا بھی ہے ؟

جواب - اُس کو کیسے دیکھ سکتے ہین کیونکہ وہ رنگ اور روپ تو رکھتا ہی نہین -

سوال - کتنے خُدا ہین ؟

جواب - صرف ایک خُدا ہے - اگر دو ہوتے تو آپس مین جھگڑا کرتے - اس لیے دُنیا کا کوئی انتظام ہی نہ درست ہوتا -

خدا کی راہ

ایک روز عابد اور زاہد دو لڑکے ایک جگہہ جانے کے لئے گھر سے نکلے۔ رات اندھیری تھی کچھ دکھلائی نہ دیتا تھا۔ دونون راستہ بھول کر کہین کے کہین ہو رہے راہ بہت اونچی نیچی تھی۔ جاتے جاتے دونون ایک گہرے گڑھے مین اوندھے مُنھ دھم سے جا رہے نیچے زاہد اور اُسپر عابد۔ دونون کے بہت چوٹ آئی۔ آخر بہت پچھتا کر دونون اس مین سے نکلے اور اپنے کئے پر بہت شرمائے دونون لڑکے افسوس کرنے لگے کہ اگر راستہ جانتے اور بتلانے والے کو ساتھ لاتے تو یہ گت نہ بنتی بلکہ اب تک پہونچ جاتے۔ اُس روز سے دونون نے یہ عہد کیا کہ اب کبھی بغیر راستہ بتلانے والے کے ایک قدم نہ بڑھا دین گے۔

سچ ہے۔ جب تک راستہ بتلانے والا نہ ہو ہم کہین نہین جا سکتے۔ اگر جائین تو ضرور بھٹک جائین گے اور عابد و زاہد کی سی حالت ہوگی۔ تو پھر خدا کی راہ ہم کس طرح پا سکتے ہین؟ ضرور اس راہ مین بھی جیسے ہماری آنکھ نہین دیکھ سکتی ایک بتلانے والے کی ضرورت ہوگی۔ بغیر اُسکے بتلائے ہوئے ہم قدم ہی نہین بڑھا سکتے۔ تم شاید یہ خیال کرتے ہو کہ خدا کی راہ کون جان سکتا ہے۔ سُنو سُنو۔ رسول اور امام اسی لئے بھیجے گئے ہین کہ وہ تمھین خدا کی راہ بتلا دین۔ دیکھو ان کے کہنے پر چلو۔ نہین تو ایسا نہو کہ بھٹک جاؤ۔

راستہ بتلانے والا

راستہ وہی بتلا سکتا ہی جو اُسے جانتا ہو۔ جو راستہ کو جانتا ہی نہ ہو اُس کے بتلانے پر چلنے سے کیا فائدہ اصل راستہ بتلانے والا وہی ہی جو راستہ پر اتنی مرتبہ چلا ہو کہ وہ اس کے ہر ہر منزل اور ہر ہر مقام سے واقف ہو گیا ہو خدا کی راہ وہی جان سکتا ہے جو اس راہ پر کی

تمام منزلون اور جگہون سے ہو کر گزرا ہو۔ یا خُدا نے اپنی راہ کا اسے پتہ دیا ہو ہمارے رسول اور امام خدا کی راہ کا پتہ جاننے والے تھے۔ کیونکہ خدا نے بھی اپنی راہ کا انھین پتہ بتلا کر بھیجا۔ اور یہ ساری عمر اس راہ پر چلتے بھی رہے۔ یہ بھیجے بھی اسی لئے گئے تھے کہ خدا کی راہ سب کو بتلادین۔ اس لئے ہم سب کو چاہئے کہ رسول اور امام کے کہنے پر چلین تاکہ خدا کی راہ آسانی سے طے ہو جائے نہ سوا ان کے خدا کی راہ کا پتہ کوئی بتلا سکتا ہے اور نہ ہم کو چاہئے کہ ایسون سے پوچھ کر اپنے کو اور بھٹکا دین۔

سوال و جواب

سوال۔ بچو بتاؤ تمھین۔ ہاتھ۔ پیر۔ منھ۔ ناک۔ کان۔ آنکھ کیون دیگئے ہیں
جواب۔ ہاتھ کام کرنے۔ پیر چلنے۔ منھ بولنے۔ ناک سونگھنے۔ کان سُننے اور آنکھ دیکھنے کے لئے۔

سوال۔ دل تم کو کیون دیا گیا ہے۔؟
جواب۔ بدن کے سب عضو کا انتظام کرنے کے لئے۔ تاکہ سب اپنا اپنا کام اچھی طرح کرین۔ اور بغیر دل کی مرضی کے کوئی کام نہ ہو۔ اس لئے دل بدن مین سب عضو کا امام ہے۔

سوال۔ آدمیون مین بھی خدا نے امام بھیجا یا نہین ؟
جواب۔ جب آدمیون کے بدن مین بغیر امام کے کام نہین چلا۔ تو بھلا آدمیون کے راہ پر لانے کے لئے کیسے امام نہ بھیجا جاتا۔ دیکھو خدا نے اسی واسطے رسول اور امام کو بھیجا ہے تاکہ سب ان کے کہنے پر چلین۔

سوال۔ درود مین کیا پڑھا جاتا ہے ؟
جواب۔ اَللّٰھُمَّ صلِ علےٰ محمدٍ وآلِ محمد۔

سوال ۔ پنجتن کس کو کہتے ہین ؟

جواب ۔ محمد مصطفےٰ ۔ علی مرتضیٰ ۔ حسن مجتبیٰ ۔ حسین شہید کربلا اور فاطمہ زہرا

ان پانچون کو ملاکر پنجتن کہتے ہین ۔

اچھی لڑکی

حسینہ اور حبیبہ دو بہنین تھین ۔ حسینہ اپنے رسول اور امامون سے بہت محبت رکھتی اور وہی کرتی جو ان کا حکم ہوتا ۔ پانچون وقت کی نماز پڑھتی ۔ رمضان مین سارے روزے رکھتی ۔ ہر جمعرات کو وہ اپنے مولا و آقا حضرت امام حسین علیہ السّلام کی مجلس کرتی اور مشکلکشا کی نذر دلاتی ۔ محرم مین بڑی دھوم سے تعزیہ داری کرتی ۔ خوب نوحہ اور مرثیہ پڑھتی اور اپنے امام کی مصیبت یاد کرکے پھوٹ پھوٹ روتی ۔ لیکن حبیبہ بہت شریر اور بے غیرت لڑکی تھی ۔ صبح سے شام تک کھیلنا کودنا اس کا کام تھا ۔ ایک روز حسینہ نے مجلس کی اور عمدہ تبرک منگوایا ۔ جب حصّہ تقسیم ہونے لگا تو اپنی ہمجولیون کو دو حصّہ پاتے دیکھکر حبیبہ نے جھگڑا کیا کہ ہم بھی دو حصّے لین گے ۔ حسینہ نے کہا کہ یہ دوسرا حصّہ ذاکران حسین کا ہی اس لئے تم کو نہین مل سکتا ۔ سب لڑکیان حبیبہ کی صورت دیکھ دیکھ ہنستی تھین اس دن حبیبہ شرم سے پسینہ پسینہ ہو گئی اور عہد کر لیا کہ اب نہ کھیلون گی ۔ فوراً اُس نے اچھے اچھے نوحے ۔ سوز ۔ سلام ۔ مرثیہ ۔ یاد کئے ۔ اور دوسری جمعرات کو پڑھنے بیٹھ گئی ۔ پھر تو ہر طرف سے واہ ۔ واہ ہونے لگی ۔ آخر حبیبہ نے ذاکرہ حسین بن کر سب کے سامنے دو حصّے لئے اور وہی حبیبہ جو شریر اور بُری لڑکی مشہور تھی سب لڑکیوں سے اچھائی مین بڑھ گئی ۔ اسی طرح جو اچھے بننے کی کوشش کرے گا اُسکی تعریف ہو گی ۔

سچی محبّت

محبت دو قسم کی ہوتی ہے - ایک سچی محبّت اور دوسری جھوٹی محبّت - سچی محبّت یہ ہے کہ جس سے محبّت کرے اُسکے دشمن کو بھی اپنا دشمن جانے - اور جھوٹی محبّت وہ ہے کہ اُسکے دشمن کو اپنا دوست سمجھے سچّی محبّت والے کہین ڈھونڈھے سے ملتے ہین - جیسی سچی محبّت حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم و حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام مین تھی ویسی نہین دیکھنے مین آئی - اُحد کی لڑائی مین سوا حضرت علی مرتضےٰ کے سب کے سب رسول کو اکیلا چھوڑ کر بھاگ گئے - حضرت علی علیہ السلام رسول کے دشمنون سے خوب لڑے اور بہت سے گھاؤ کھائے - ایک دِن رسول حضرت علی کے دیکھنے کے لئے گئے - دیکھا کہ ہمارا بہادر بھائی تکیہ کی آڑ لگائے بیٹھا ہے اور گھاؤ سے خون بہ رہا ہے - رسول نے اپنے سینہ سے لپٹا کر طبیعت کا حال پوچھا - حضرت علی علیہ السلام رونے لگے - رسول اللہ نے پوچھا "بھیّا کیون روئے"، عرض کیا یا رسول اللہ مجھے رنج اس بات کا ہے کہ مین آپکی محبّت مین جان سے کیون نہ مارا گیا - پھر عرض کیا، اے خُدا کے رسول ہم نے تو تمھاری محبّت مین جان دینے کی ٹھان لی ہے - اور یہ ارادہ اِس وقت تک قائم رہے گا جب تک کہ مین قبر مین تکیہ لگا کر نہ لیٹون - دیکھو سچّی محبّت والے ایسے ہوتے ہین سچّا محبّتی وہی ہے جو گاڑھے وقت مین کام آوے -

ایک سچّی محبّت والا

محبّت - پھر سچّی محبّت بڑی مشکل سے پیدا ہوتی ہے - ایک سچّی محبت والے کی داستان سُنو - صفّین کی لڑائی سے لوٹتے وقت جب حضرت علی علیہ السلام ایک درخت کے نیچے پہونچے تو آپ نے اِس درخت کی طرف دیکھکر فرمایا

"اے میثم تمار۔ دیکھو اس درخت میں تمھیں سولی دی جاویگی" میثم نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا "اے آقا و مولا۔ میرے ماں و باپ تم پر فدا ہوں کس گناہ کے بدلے میں میں سولی پر چڑھایا جاؤنگا"، حضرت نے فرمایا۔ "پیارے میثم تو ہمارا دوست ہے اور ہم سے سچی محبت رکھتا ہے۔ اس لئے ہمارے دشمن تجھے سولی پر لٹکا دینگے"، میثم نے عرض کیا "یا امام اگر اسی سبب سے ایسا ہوگا تو مجھے خوشی سے منظور ہے خدا وہ دن تو لائے کہ میری اس سچی محبت کا امتحان ہو۔ اس دن سے میثم کو اس درخت سے ایسی محبت ہو گئی کہ وہ ہر تیجے پانچویں اس کے سینچنے کے لئے جاتے تاکہ سوکھ نہ جائے اور خدا سے دعا کرتے کہ میں اپنے امام کی محبت میں جلد ہی سولی پر چڑھوں۔ ہونے والی بات کہ ایک روز میثم ابن زیاد کے پاس پکڑ لائے گئے۔ کیونکہ ان دنوں حضرت علی علیہ السلام کے محبتی سب پکڑے اور جان سے مارے جارہے تھے۔ میثم کو بھی سولی کی سزا دی گئی۔ اور اس درخت پر سولی دیے جانے کا حکم ہوا۔ عبید اللہ نے کہا "اے میثم اگر تم علی کو برا کہو تو میں چھوڑ دوں"، میثم نے بڑی بہادری سے جواب دیا "اے ناپاک ظالم میرے مولا و آقا میں کیا برائی ہے جسے میں بیان کروں۔ برا تو ہے جو خدا کے خاص بندوں سے عداوت رکھتا ہے یہ کہکر اپنے پیارے امام کی تعریف شروع کی۔ اس نے حکم دیا کہ پہلے میثم کی گدی چیر کر زبان نکال لو۔ پھر اسکو سولی پر چڑھاؤ۔ امام کا کہنا لفظ لفظ سچ ہوا اور یہ سچا محبتی اس درخت پر لٹکا دیا گیا۔ بچو اسی طرح تم بھی اپنے رسول اور اماموں سے محبت کرو اور اسی بہادری سے نباہ لیجاؤ۔

سوال وجواب

سوال ۔ بچو اچھا بتاؤ تمھارے پیارے رسول کا کیا نام ہے؟

جواب - حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

سوال - اپنے اماموں کے نام بتاؤ۔

جواب - ہمارے بارہ امام ہیں (۱) حضرت علی علیہ السّلام (۲) حضرت امام حسن علیہ السّلام (۳) حضرت امام حسین علیہ السّلام (۴) حضرت امام زین العابدین علیہ السّلام (۵) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام (۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام (۷) حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام (۸) حضرت امام رضا علیہ السّلام (۹) حضرت امام محمد تقی علیہ السلام (۱۰) حضرت امام علی نقی علیہ السّلام (۱۱) حضرت امام حسن عسکری علیہ السّلام (۱۲) حضرت امام مہدی آخر الزمان علیہ السلام جو زندہ اور موجود ہیں اور بحکم خُدا غائب ہیں۔

سوال - خُدا نے تمھیں کن سے محبت کرنے کا حُکم دیا ہے؟

جواب - رسول اور اماموں کی۔

سوال - جب رسول کا نام زبان پر آوے تو کس عزّت اور ادب کے ساتھ لینا چاہیئے؟

جواب - پہلے حضرت کہنا چاہیئے پھر ان کا نام لیکر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہنا چاہیئے۔

سوال - جب تمھارے امام کا نام آئے تو کیونکر لینا چاہیئے۔

جواب - پہلے حضرت کہنا چاہیئے پھر اِن کا نام لیکر علیہ السّلام یا علیہ الصلوٰۃ والسّلام کہنا چاہیئے۔ جیسے حضرت علی علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

سوال - بچو بتاؤ تمھارا دین کیا ہے۔؟

جواب - اِسلام۔

سوال - تمھاری آسمانی کتاب کا کیا نام ہے۔؟

جواب - قرآن شریف۔

اچھے نانا کا اچھا نواسہ۔

ایک روز حضرت امام حسین علیہ السّلام اپنے نانا کی گود مین بیٹھے تھے۔ اِس وقت آپ کی عمر شریف پانچ یا چھ برس کی تھی۔ اپنے نانا کی گردن سے لپٹ کر پوچھا۔ نانا اچھا بتاؤ "ہم تم سے اچھے ہین یا تم ہم سے اچھے ہو" یہ انوکھا سوال سُنکر سب دنگ رہ گئے رسول اللہ نے اپنے پیارے نواسہ کو لپٹا کر جواب دیا "اچھا حسین تم ہی بتلاؤ" حسین نے عرض کیا "نانا ہم تم سے اچھے ہین۔ رسول اللہ نے فرمایا "اے میرے جگر کے ٹکڑے حسین تم بتاؤ کہ کیونکر" حسین نے عرض کیا "کیا نانا جیسا ہمارا نانا ہے ویسا آپ کا بھی نانا تھا" آپ نے فرمایا "نہین" پھر عرض کیا "نانا کیا جیسی ہماری نانی تھی ویسی آپ کی بھی نانی تھی؟ فرمایا "حسین نہین" عرض کیا نانا جیسا ہمارا باپ ہے ویسا ہی آپ کا بھی باپ تھا؟ فرمایا بیٹا نہین۔ پھر عرض کیا "نانا جیسی ہماری ماں ہے ویسی آپ کی ماں بھی تھی؟ فرمایا اے حسین ہرگز نہین۔ نانا کیا جیسے ہمارے چچا اور ماموں تھے ویسے ہی آپ کے بھی تھے؟ فرمایا نہین۔ یہ کہکر حسین کو گلے سے لگایا۔ منھ چوما اور فرمایا بیشک اے حسین تم سچّے ہو اور ہم سے اچھے ہو۔

ایک بیوہ عورت

حضرت علی علیہ السّلام کا یہ حال تھا کہ آپ ساری رات مدینہ اور کوفہ کی گلیوں مین آٹے اور غلہ کی گٹھری اور پانی سے بھری ہوئی مشک کاندھے پر لاد کر اندھیری رات مین گھوما کرتے اور غریبوں و فقیروں کو بانٹا کرتے ایک روز آپ نے ایک عورت کو یہ کہکر روتے ہوئے سُنا کہ میرا شوہر صفین کی لڑائی مین مارا گیا اب میرے بچّون کی کون خبر لے۔ لے خدا میرے اور علی کے درمیان انصاف کر۔ یہ سُن کر حضرت علی علیہ السّلام کانپ گئے

فوراً آٹے کا گٹھر اس کے دروازہ پر رکھ دیا۔ اور فرمایا "بہن تیرے بچے بہت بھوکے ہین مین اُن کے واسطے آٹا لایا ہون اور جو ضرورت ہو بیان کر۔ اس نے کہا اے نیک مرد گھر مین ایک قطرہ پانی نہین ہے کون لادے آپ نے فرمایا یہ کام مین کرونگا۔ پانی لائے آگ جلایا اور تنور روشن کیا۔ اور فرمایا بہن دو باتون مین سے ایک بات کر یا تو روٹیان پکا اور مین تیرے بچونکو بہلاؤن یا مین روٹیان پکاتا ہون اور تو بچونکو بہلا۔ اُس نے بچونکا بہلانا منظور کیا حضرت علی علیہ السّلام نے روٹیان تیار کرنی شروع کردیا۔ جب دُھوان آنکھ مین لگتا تو آپ فرماتے "یہ سزا ملکی ہے جو یتیمون اور بیواؤن کی خبر نہین لیتا۔ ایخدا علی کی خطا کو معاف کر اتنے مین ایک عورت جو پڑوس مین رہتی تھی آئی۔ اس نے جب اپنے مولا و آقا کو اس حال سے دیکھا تو کہنے لگی۔ ارے یہ تو کس سے کام لے رہی ہے۔ انکو جانتی بھی ہے۔ اس نے جواب دیا۔ مین جانتی تو نہین البتہ اس قدر جانتی ہون کہ اس شہر مین یہ شخص بڑا غریبون پر مہربانی کرنے اور ترس کھانے والا ہے۔ اس نے کہا توبہ کر توبہ کر یہ تو آقا و مولا حضرت علی علیہ السّلام ہین۔ تب وہ قدمون پر گر پڑی کہ یا مولا مجھ سے بڑی خطا ہوئی کہ مین نے یہ کام آپ سے لیا۔ میرے قصور کو معاف کر دیجئے۔ آپ نے فرمایا بہن تو بھی علی کو معاف کر کہ اس نے اتنے دن تیری خبر نہ لی۔ اس دن سے جبتک علی زندہ رہے کبھی انکو تکلیف نہین ہوئی۔

ہرن کا بچہ

اکروز ہمارے رسول حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے تھے کہ ایک اعرابی ایک ہرن کا بچہ لایا جو اس نے شکار مین پکڑا تھا۔ حضرت امام حسن علیہ السّلام کو زانو پر بیٹھا دیکھکر اس بچہ کو رسول اللہ کے حضور مین پیش کیا اور عرض کیا مین آپ کے نواسے کے بہلنے کے لیے یہ بچہ لایا ہون اسے آپ قبول کیجئے۔ آپ نے اُسے امام حسن علیہ السّلام کو دیدیا حسن اُسے لیئے ہوئے خوش خوش گھر آئے۔ اور فرمایا دو لے حسین دیکھو ہمین نانا نے

یہ بچہ دیا ہے - ہم کو وہ تم سے زیادہ چاہتے ہین - حسین کی آنکھون مین یہ سُن کر آنسو بھر آئے لڑکھڑاتے ہوئے مسجد مین اپنے نانا کے پاس پہونچے - الگ بیٹھ گئے - نانا نے جب اپنے بچہ کا یہ حال دیکھا تو فرمایا "اے میرے آنکھون کے تارہ حسین تم کیون روٹھے ہو آؤ" اور میرے سینہ سے لگ جاؤ - تم کو پیار کرلون - حسین نے جواب دیا "ہم نہ آئینگے بھائی حسن کو تو ہرن کا بچہ دیا لیکن ہمکو آپنے نہین دیا - اب اے نانا ہم آپکے پاس نہ آئینگے آپ ہمکو نہین چاہتے - نانا نے اٹھکر اپنے پیارے بچہ کو سینہ سے لگایا - لیکن حسین کے قریب تھا کہ آنسو نکل آوین - کہ ایک شور بلند ہوا - دیکھا کہ ایک ہرن ایک بچہ لیئے ہوئے آئی اور رسول کے پاس کھڑی ہو گئی - عرض کیا "یا رسول اللہ مین دو بچے رکھتی تھی ایک کو تو شکاری پکڑ لایا اور دوسرا یہ موجود ہے - مین جنگل مین اسے دودھ پلا رہی تھی کہ ایک آواز آئی "اے ہرنی فرزند رسول بچہ آہو کے لئے مچلا ہوا ہے اور آنسو آنکھ مین بھرے ہین تو اسکے رونے کے پہلے پہونچ جا اور یہ بچہ اُسے دے آ - اگر تو نے دیر کی تو مین نے اس بھیڑیے کو لگا دیا کہ وہ تجھے تیرے بچے سمیت کھا جائے - یا رسول اللہ اسیوقت مین روانہ ہوئی - خدا کا شکر ہے کہ ابھی میرا شاہزادہ رونے بھی نہ پایا کہ مین پہونچ گئی - اب مین اپنا یہ بچہ اپنے شاہزادہ کے دل بہلانے کے لئے پیش کرتی ہون اسے قبول کیجئے - حسین نے خوش ہو کر اس بچہ کو لے لیا اور ہرنی رخصت ہو کر پلٹ گئی

سوال وجواب

سوال - بچو اچھا بتاؤ کہ حسین کے نانا - نانی - دادا - دادی - مان باپ - بھائی - چچا اور ماموں کا کیا نام تھا؟

جواب - نانا کا نام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم - نانی کا نام خدیجۃ الکبریٰ دادا کا نام ابی طالب - دادی کا نام فاطمہ بنت اسد - مان کا نام حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام

باپ کانام حضرت علی علیہ السّلام - بھائی کانام حسن - چچا کانام حضرت جعفر طیّار اور حضرت عقیل اور ماموں کا نام حضرت ابراہیم علیہ السلام تھا -

سوال - رسول اللہ کا مرتبہ تم کتنا بڑا سمجھتے ہو ؟

جواب - سوا خدا کے ان سے بڑھکر کوئی نہ تھا - یہ تمام نبیوں اور رسولوں کے سردار تھے -

سوال - تمھارے پہلے امام کا کیا نام ہے ؟
انکا مرتبہ تم کتنا بڑا سمجھتے ہو - ؟

جواب - ہمارے پہلے امام کا نام حضرت علی علیہ السّلام تھا - اور سوا خدا اور رسول خدا کے ان سے بڑھ کر کوئی نہ تھا -

سوال - کیا رسول اور امام آدمیوں کے بنائے ہوئے تھے - ؟

جواب - نہیں - انھیں خدا نے مقرر کیا تھا - ہم آدمیوں کے بنائے ہوئے رسول اور امام کو نہیں مانتے -

سوال - امام حسن اور امام حسین علیہ السّلام میں کس قدر چھوٹائی اور بڑائی تھی ؟

جواب - صرف نو مہینہ -

ایک غریب بیمار

ایک مرتبہ فاطمہ زہرا کچھ بیمار تھیں - انکے پیارے شوہر حضرت علی علیہ السّلام نے پوچھا اے رسول کی بیٹی - اے ام الحسن اسوقت تمھارا دل کس چیز کے کھانے کی خواہش کر رہا ہے خاتون جنت نے فرمایا وہ اے ابو الحسن اگر انار ملتا تو کھاتی - حضرت علی علیہ السّلام انار کے کھوج میں نکلے - تمام تلاش کیا مگر کہیں پتہ نملا - کیونکہ فصل ختم ہو چکی تھی - ایک جگہ پتہ ملا کہ شمعون یہودی طائف سے کچھ انار لایا تھا شاید وہاں ملیں - حضرت علیہ السّلام شمعون کے مکان پر گئے - اسکی بیوی نے ایک انار اپنے واسطے اٹھا رکھا تھا وہ لاکر دیدیا - اسے لئے ہوئے آپ گھر پلٹے - راستہ میں ایک جھونپڑی سے کسی کے کراہنے کی

آواز آئی - آپ اندر گئے تو دیکھا کہ ایک بیمار زمین پر پڑا ہے اور بخار کی تیزی سے کراہ رہا ہے - آپ اُسکے سرہانے بیٹھ گئے اور اُس کا سر اُٹھا کر اپنے زانو پر رکھ لیا - سر پر ہاتھ پھیر کر فرمایا - بھائی اسوقت تو کیا کھائے گا ؟ اس نے کہا "اے نیک مرد مین مدت سے بیمار ہون کوئی میرا خبر لینے والا نہین - خدا نے اِسوقت تجھے میرے پاس بھیجدیا ہے - پیاس کی وجہ سے میرا کلیجہ جھلسا جاتا ہے - اگر مجھے انار ملے تو البتہ تسکین ہو - حضرت علی علیہ السلام نے دل مین کہا "واللہ یہ زیادہ اس انار کا مستحق ہے" یہ کہکر ادھا انار اس بیمار کو دیا - جب وہ کھا چکا تو آپ نے پوچھا "بھائی کچھ تسکین ہوئی ؟ اس نے کہا "اے غریبون اور بیمارون پر مہربانی کرنے والے اگر اتنا ہی انار اور مل جاتا تو البتہ تسکین ہو جاتی" - آپ نے وہ آدھا ٹکڑا بھی اُسے دیدیا - اور گھر کیطرف چلے راستہ مین خیال کیا کہ مین خاتون جنت سے وعدہ کرکے آیا تھا کہ انار لاتا ہون - وہ انتظار مین ہونگی - اگر مجھ سے مانگین گی تو کیا جواب دونگا - مارے شرم کے گردن نہ اُٹھتی تھی - کسی نہ کسی طرح گھر پہونچے اور چھپ کر دیکھا کہ خاتون جنت کیا کر رہی ہین - دیکھا تو یہ دیکھا کہ ایک ٹوکرہ تازہ انار کا سامنے رکھا ہے اور بیٹھی انار کھا رہی ہین - حضرت علی علیہ السلام خوش خوش اندر گئے اور خاتون جنت سے پوچھا "اے سیدہ یہ انار کہان سے آئے - خاتون جنت نے جواب دیا "اے ابوالحسن ابھی ایک شخص دروازہ سے یہ کہکر دیگیا ہے کہ یہ علی نے بھیجا ہے - اتنے مین رسول اللہ آگئے - اُنھون نے فرمایا بیٹی وہ رضوان جنت کا داروغہ تھا اور یہ بہشت کے انار ہین اللہ تعالیٰ نے تمھارے واسطے تحفہ بھیجا ہے پھر پنجتن پاک نے اُسے بیٹھ کر کھایا -

جنّت کی پوشاک

ایک مرتبہ عید کا دن آیا تو دونون شہزادے حسن اور حسین جن کی عمرین پانچ پانچ چھ چھ برس کی تھین اپنی مان خاتون جنّت سے مچل کر کہنے لگے "اے امّان

آج سب لڑکے نئے نئے کپڑے پہن کر عیدگاہ نماز پڑھنے جاوینگے - ہم بھی آج نئے کپڑے پہنینگے - یہ سُن کر ماں کا دل مسوس گیا - مگر کرتیں کیا - گھر مین ایک پیسہ نہ تھا کیونکہ جو کچھ اُنکے پاس ہوتا وہ غریبوں اور محتاجوں کو دیدیا جاتا - خود فاقہ سے رہتیں مگر دوسرونکا پیٹ بھرتیں بچوں کا تقاضہ سُن کر ٹالدیا کہ شاید بہل جاویں - فرمایا وداے ماں کے جگر کے ٹکڑو - مین نے درزی کو سینے کے لئے کپڑے دیے ہین - جب وہ لاویگا مین اپنے بچونکو ضرور پہناؤنگی - جاؤ کھیلو اور اپنے نانا کے پاس ہو آؤ - دونون بھائی کھیلنے باہر چلے گئے - تھوڑی دیر کے بعد دونون نے صلاح کیا کہ اب کپڑے ضرور آگئے ہونگے چلو چلکر پہنین - دونون جب ماں کے پاس پہونچے تو سُنا کہ ابھی کپڑے نہین آئے - سُنتے ہی ضد اور بڑھی یہانتک کہ ضد کرتے کرتے دونون سو گئے - فاطمہ زہرا بہت پریشان تھین کہ اب جب بچے اُٹھینگے اور کپڑے مانگینگے تو کیا جواب دونگی - یہ سوچ کر گڑگڑاتے ہوئے خدا سے دُعا کی -

اتنے مین دروازہ سے ایک شخص نے آواز دی - اے نبی کی بیٹی تم پر سلام ہو - مین درزی ہون اور تمھارے دونون شاہزادونکے کپڑے سی کر لایا ہون - فضہ اُس سے وہ گٹھرے آئین - آپنے اُسے کھولا تو اُس مین دو بانجامے - دو قمیصین - دو قبائین دو عمامے - دو پٹکے اور دو موزے تھے - لیکن حسن کی پوشاک ہری اور حسین کی لال تھی آپ نے خوش ہو کر جلد جلد اپنے دونون پیارونکو جگایا اور دونون کو کپڑے پہنائے اتنے مین رسول اللہ اندر آئے - اپنے بچونکو دولہا بنے ہوئے دیکھکر خوش ہوئے دونونکے منھ چومے اور پوچھا کہ اے سیدہ یہ کپڑے کہان سے ؟ عرض کیا بابا ابھی ایک درزی دیگیا ہے - رسول اللہ نے فرمایا اے فاطمہ وہ درزی نہ تھا بلکہ وہ رضوان جنت کا داروغہ تھا تمھارے بچونکے لیئے خدا کے حکم سے جنت کی پوشاک لایا ہے خدا کا شکر ادا کرو - یہ کہکر آپ رونے لگے - فاطمہ زہرا نے پوچھا بابا آپ کیون روئے - آپنے فرمایا

"اے سیدہ ابھی جبرئیل مجھے خبر دے گئے ہین کہ حسن کو ہری پوشاک اس لئے دی گئی ہے کہ وہ الماس جوہرا ہوتا ہے رکھلا کر مارے جائین گے اور تمھارا حسین کربلا مین تلوار سے شہید ہو کر اپنے خون مین نہائے گا اس لیے اسکی پوشاک کا رنگ لال ہے۔

سب سے اچھّا اونٹ

ایک مرتبہ عید کا دن آیا تو حسین اپنے نانا سے لپٹ کر کہنے لگے "نانا آج سب لڑکے اونٹ پر سوار ہو کر عید گاہ جاوین گے۔ ہم بھی اونٹ پر سوار ہونگے۔ بچّہ کی اس ضد نے نانا کو بہت مجبور کیا۔ اس زمانہ مین گھر مین وہ مشہور اونٹ موجود تھا جسکا نام "غضبہ" تھا۔ مگر غضبہ پر سوار کرنے کے بجاے فرمایا۔ "حسین آؤ اونٹ پر سوار ہو" دیکھو یہ سب سے اچھا اونٹ ہے۔ رسول اللہ نے اپنے ہاتھ اور گھٹنے ٹیک کر زمین پر چلنا شروع کر دیا۔ حسین اپنے نانا کی پیٹھ پر سوار ہو گئے۔ اور اپنے جسم اور پیرونکو ہلایا۔ اور عرض کیا "نانا سب اونٹ تو چلتے ہین آپ کیسے اونٹ ہین کہ نہین چلتے۔ رسول اللہ نے چُپکے چُپکے چلنا شروع کیا۔ پھر عرض کیا نانا سب اونٹونکے مہار ہوتی ہے۔ آپ کیسے اونٹ ہین کہ مہار نہین رکھتے۔ آپ نے اپنی زلفین اپنے پیارے بچّہ کے ہاتھ مین تھما دین۔ پھر عرض کیا "نانا سب اونٹ تو بولتے ہین آپ کیسے اونٹ ہین کہ نہین بولتے" آپ نے دو مرتبہ اپنے حسین کی خوشی کے لئے "عف" "عف" کہا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور عرض کیا۔ اللہ تعالیٰ درود اور سلام کے بعد فرماتا ہے کہ اے ہمارے رسول اگر ایک مرتبہ اور تمنے عف کہا تو ہم دوزخ کے سب انگارون کو بجھا دینگے۔ نانا کو اونٹ بنے اور نواسے کو سوار دیکھ کر ایک خوشامدی نے کہا "واہ کیا اچھی سواری ہے" آپنے فرمایا یہ مت کہہ بلکہ یہ کہہ کہ واہ کیا اچھّا سوار ہے۔

سوال وجواب

سوال - تمھارے رسول کے کتنے بیٹے اور بیٹیاں تھین ؟

جواب - سب اولاد لڑکپن مین مرگئین - صرف ایک بیٹی فاطمہ زہرا زندہ رہین جن سے رسول کا نام چلا -

سوال - حضرت فاطمہ زہرا علیہ السّلام کے شوہر کا کیا نام تھا ؟

جواب - حضرت علی مرتضیٰ علیہ السّلام -

سوال - حضرت علی مرتضیٰ علیہ السّلام رسول کے کون تھے ؟

جواب - چچازاد بھائی - داماد - اور وصی -

سوال - ہمارے رسول کے باپ اور مان کا کیا نام تھا ؟

جواب - باپ کا نام حضرت عبداللہ اور مان کا نام حضرت آمنہ علیہ السّلام تھا -

سوال - حضرت علی علیہ السلام کے باپ و مان کا کیا نام تھا ؟

جواب - باپ کا نام حضرت ابوطالب اور مان کا نام حضرت فاطمہ بنت اسد علیہ السّلام تھا -

سوال - حضرت عبداللہ و حضرت ابوطالب مین کیا رشتہ تھا ؟

جواب - دونون حقیقی بھائی ایک مان سے تھے اور ان دونون کے باپ حضرت عبدالمطلب علیہ السلام تھے -

سوال - فاطمہ زہرا کی مان کا کیا نام تھا ؟

جواب - حضرت خدیجتہ الکبریٰ علیہ السّلام

سوال - جبرئیل فرشتہ کون تھا -؟

جواب - یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے رسول کے پاس پیغام لاتا تھا -

سوال - اس پیغام کو کیا کہتے ہین ؟

جواب - اسکو وحی اور الہام کہتے ہین -

ہونہار لڑکا

ناصر و عاشق دو لڑکے جہاں کہیں مجلس ہوتی آیا کرتے۔ ناصر تو جو کچھ ذاکر پڑھتا دل لگا کر سنتا اور یاد رکھنے کی کوشش کرتا۔ جب مجلس سے لوٹتا تو اپنے ہمجولیوں سے سب بیان کرتا۔ رفتہ رفتہ وہ خود بھی بہت بڑا ذاکر ہو گیا۔ جہاں جاتا لوگ اس کی حد سے زیادہ عزت کرتے۔ لیکن عاشق بڑا چلبیلا تھا۔ وہ مجلس میں بیٹھ کر شرارت کرتا خود بھی ہنستا اور دوسروں کو بھی ہنساتا تھا۔ اس حرکت سے لوگ اس سے ایسی نفرت کرنے لگے کہ جسکے یہاں مجلس ہوتی وہ نہ چاہتا کہ عاشق آوے۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ ایک مجلس میں بہت اچھے ذاکر پڑھ رہے تھے۔ ناصر کان لگائے سن رہا تھا اور اپنے ذہن میں اُتارتا جاتا تھا۔ اور عاشق شرارت سے باز نہ آتا تھا۔ خود تو ہنستا ہی لیکن ناصر کے ہنسانے کی بھی کوشش کرتا۔ آخر لوگوں نے دیکھ لیا۔ اور کان تھام کے بھری مجلس سے عاشق کو نکال دیا۔ اس دن عاشق کو اپنی ساری شرارتوں کا پھل مل گیا بچو۔ یاد رکھو۔ مجلس میں ادب و تمیز کے ساتھ بیٹھنا چاہئے اور جو کچھ ذاکر پڑھے اسے سننا اور یاد رکھنا چاہئے۔ تاکہ آگے چل کر تم بھی عمدہ ذاکر بن جاؤ۔ اور دنیا میں نام کرو۔

تختیوں کا مقابلہ

ایک مرتبہ حضرت امام حسن و حضرت امام حسین علیہم السّلام نے صلاح کی آؤ دو ہم اور تم تختی لکھیں۔ دیکھیں کس کا خط اچھا ہے۔ اس زمانہ میں دونوں کی عمریں سات سات و چھ چھ برس کی تھیں۔ دونوں نے بڑی محنت سے تختیاں لکھیں اور اپنی ماں کے پاس لا کر دکھائیں۔ عرض کیا۔ اماں آپ بتلائیے کہ ہم دونوں میں کس کا خط اچھا ہے۔ خاتون جنت علیہ السلام مسکرائیں۔ بچوں کی ہمت پر آفرین کی اور اپنے دونوں گیسوؤں بالوں کو

سینہ سے لگاکر فرمایا بچو ماں کسی کے خط کو اچھا نہین کہہ سکتی - تم دونون اپنے باپ کے
پاس جاؤ وہ فیصلہ کرینگے - حسن و حسین دونون دوڑتے ہوئے حضرت علی علیہ السلام کے
پاس آئے اور عرض کیا ۔ بابا جان ہم نے تختیان لکھی ہین آپ فرمائیے کہ کس کا خط اچھا ہے
نانا کے پاس لے گئے تھے انھون نے آپکے پاس بھیجا ہے - حضرت علی علیہ السلام نے دونون کو
گلے سے لگالیا اور فرمایا بچو تم فرزندان رسول ہو - مین تمھارے بارے مین کوئی حکم نہین دیسکتا
بہتر ہے کہ تم اپنے نانا کی خدمت مین جاؤ - وہ تم دونون کا فیصلہ کرینگے - دونون جلد جلد اپنے
نانا کی خدمت مین آئے - اور آتے ہی گلے سے لپٹ گئے اور عرض کیا - نانا - نہ تو امان نے
کچھ فیصلہ کیا اور نہ بابا نے - اب آپ فیصلہ کیجئے کہ ہم دونون مین کس کا خط اچھا ہے -
رسولخدا نے دونون کی تختیان دیکھین اور فرمایا بچو مین کچھ فیصلہ نہین کر سکتا اور نہ کسی کے
خط کو اچھا کہہ سکتا ہون - بلکہ خدا کے حکم کا انتظار کر رہا ہون وہ خود فیصلہ کریگا - اتنے مین
حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور حکم خدا پہونچایا کہ اے ہمارے رسول فاطمہ سے کہو کہ وہ
موتیون کی لڑ جو وہ پہنے ہے توڑ ڈالے - اُسے لٹا دے - جو زیادہ موتی اُٹھائے اسی کا خط اچھا
ہے - اس خدائی فیصلہ کے دیکھنے کے لئے سب کے سب فاطمہ زہرا کے پاس آئے آپ نے
اس لڑ کو توڑ ڈالا - اس مین صرف سات موتی تھے - بچو نکو ہوشیار کرکے لٹایا - جب وہ زمین پر
گرے تو دونون بچے دوڑ کر اُٹھانے کے لئے جھپٹے - دونون نے تین تین موتی اُٹھالئے - صرف
ایک موتی باقی رہ گیا - جسے ہر ایک چاہتا تھا کہ مین اُٹھالون - جبرئیل کو خدا کی طرف سے
حکم ملا کہ تم اس موتی کے دو برابر ٹکڑے کر دو تاکہ ایک ایک ٹکڑا دونون اُٹھالین ایسا ہی ہوا
اور دونون نے آدھا آدھا موتی اُٹھالیا - تب رسول اللہ نے دونون کو لپٹاکر فرمایا
اچھا اب اپنے اپنے موتیون کو گنو - دونون نے گنا تو برابر نکلے - رسول اللہ نے
فرمایا تم دونون کا خط برابر ہے - کوئی کسی سے اچھا نہین -

ایک نیاری کشتی

ایک مرتبہ حسنؑ اور حسینؑ دونون بھائیون نے کُشتی لڑنے کی ٹھان لی۔ چھوٹے چھوٹے سے سن۔ آستینین چڑھاکر دونون تیار ہوگئے۔ نانا۔ باپ اور مان سب اپنے بچّونکی کُشتی کی بہار دیکھنے قریب آ گئے آخرکار دونون بچّے ایک دوسرے سے بھڑ گئے اور کُشتی شروع ہوگئی۔ سب تو ادب کی وجہ سے چُپکے کھڑے تھے۔ مگر رسول اللہ حسن کا دل بڑھا رہے تھے۔ اور فرماتے تھے وہ ہان بیٹا حسن حسین کو دے مارو۔ اور حسن اس للکار پر بڑا زور لگا رہے تھے فاطمہ زہرا نے عرض کیا واہ بابا آپ حسن کا تو دل بڑھا رہے ہین لیکن میرے حسینؑ کا دل نہین بڑھاتے۔ آپ نے فرمایا بیٹی مین اگر حسن کا دل بڑھا رہا ہون تو جبرئیل خدا کی جانب سے حسینؑ کی ہمّت بڑھا رہے ہین۔ تمھارے دونون پہلوان بڑے مرتبہ والے ہین جن مین سے ایک کا اگر ہمّت دلانے والا رسول ہے تو دوسرے کا خُدا کی طرف سے دل بڑھایا جا رہا ہے۔

ایک مدرسہ کا لڑکا

ایک روز رسول اکرم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مسجد مین بیٹھے تھے اور آپ کے اصحاب سب آپ کو گھیرے تھے۔ اسی مسجد کے پاس ایک مدرسہ تھا جس مین ایک اُستاد لڑکونکو پڑھایا کرتا تھا۔ اتفاق سے اُس اُستاد نے ایک لڑکے کو مارا جو بیچ مار کے رونے لگا۔ جب اُسکے رونے کی آواز رسول اللہ کے کان مین پہونچی تو آپ چونک پڑے اور گھبرا کر لوگون سے فرمایا "تم لوگ جاکر دیکھو کہ میرے حسینؑ کو کس نے رُلایا" "یہ آواز تو حسینؑ کی ہے"۔ سب لوگ اس آواز کی کھوج مین گئے تو دیکھا کہ ایک دوسرا بچہ رو رہا ہے۔ وہ لوگ لوٹے اور عرض کیا "یا رسول اللہ شہزادہ حسین تو اپنی مان کے پاس ہین یہ دوسرا لڑکا رو رہا ہے

جیسے اُستاد نے ادب سکھلانے کی غرض سے مارا ہے۔ آپ نے حُکم دیا کہ اُس اُستاد کو بلاؤ۔ جب اُستاد آیا تو آپ نے فرمایا۔ بھائی اِس بچّہ کی آواز بالکل میرے حسین کی سی ہے۔ اسکے رونے سے میرا دل تڑپ جاتا ہے۔ لہذا مین سفارش کرتا ہون کہ آج سے اِسے نہ مارنا۔

سوال وجواب

سوال ۔ مجلس کس کو کہتے ہین۔؟

جواب ۔ جو مجمع حضرت امام حسینؑ علیہ السّلام کی درد بھری شہادت کا ذکر سُننے کے لئے جمع ہوتا ہے۔ اُسے مجلس کہتے ہین۔

سوال ۔ تعزیہ کسکو کہتے ہین ؟

جواب ۔ حضرت امام حسین علیہ السّلام کے پاک روضہ کی نقل جسے کربلاے معلی کہتے ہین۔

سوال ۔ ذاکر کسے کہتے ہین۔؟

جواب ۔ جو شخص کہ امام حسین علیہ السّلام کی شہادت کا ذکر کرے اُسے ذاکر کہتے ہین۔

سوال ۔ حضرت فاطمہ زہرا علیہ السّلام کے کتنے لڑکے اور لڑکیان تھین۔

جواب (۱) حضرت امام حسین علیہ السلام (۲) حضرت امام حسن علیہ السّلام (۳) حضرت محُسن علیہ السلام (۴) حضرت زینب علیہ السّلام (۵) حضرت امّ کلثوم علیہ السّلام۔

سوال ۔ حضرت علی و فاطمہ کی محبت مین تھین کیا لقب ملا ہے۔

جواب ۔ رسول نے ہمین شیعہ کا لقب دیا ہے۔

غور سے پڑھو

حضرت امام حسین علیہ السّلام نے تمام دُنیا کی بھلائی کے لیے اپنی جان دی جسمین صرف ہمارا ہی فائدہ نہین ہوا بلکہ سب کا فائدہ ہوا۔ اور آپ نے اپنی پیاری جان دیکر اسلام کو جو خدا کا دین تھا مٹنے سے بچالیا۔ ورنہ جو آج مسلمان دِکھلائی دیتے ہین ایک بھی نہ ہوتے

اور نہ کوئی خدا کا ماننے والا ہوتا۔ اس لیے حسین نے اپنی پیاری جان دیکر خدا کی خدائی کو بچایا۔ اس سچی اور پاک کوشش کی راہ مین نہ تو آپنے اپنے خاندان ۔ نہ عزیز ۔ نہ دوست اور نہ اولاد کسی کو پیارا نہین سمجھا اور اپنے سارے خاندان کو بھیڑ و بکری کی طرح کٹوا دیا اور سب خوشی خوشی اپنے مولا اور آقا کے قدمو نپر نثار ہو کر اسلام کے مرے ہوے بدن مین جان ڈالتے گئے سننے والے کو یہ سن کر بڑا تعجب ہوتا ہے کہ حسین کے شہید کرنے والے مسلمان ہی تھے ۔ جو حسین کے نانا کا کلمہ پڑھنے والے اور انکی امت کہلاتے تھے ۔ پھر سوچ لو کہ وہ ایسے ہی مسلمان تھے کہ جسکے نانا کا کلمہ پڑھتے اور امت ہونے کا دعوی کرتے اسی کو بے غیرتی سے شہید کرنا انکا مذہب تھا اور اسی کو وہ اسلام کہتے تھے ۔ تو جب ان لوگون نے اپنے رسول کے نواسے پر ترس نہ کھایا اور بے گناہ شہید کیا تو انپر کون اعتبار کر سکتا ہے ۔ ایسے مسلمانون سے خدا کی پناہ مانگنا چاہیے اور کبھی انسے میل و محبت نہ رکھنا چاہیئے ۔ یزید نے حسین کو شہید کرایا اور یزیدیون نے حسین اور انکے گھر کو تباہ کیا ۔ وہ سب مر گئے ۔ مگر اب انکی اولاد موجود ہے ۔ انکی پہچان یہ ہے کہ وہ حسین کی عزاداری کو بند کراتے پھرتے ہین ۔ عزاداری کے دشمن ہین ۔ اور دوستداران حسین سے نفرت کرتے اور انھین دکھ پر دکھ پہونچاتے ہین ۔ یہ لوگ اپنے باپ دادونکے قدم پر چلتے ہین ۔ ہمکو چاہیئے کہ ان کو سمجھاوین اور انھین حسین کا دوست بنا دین اگر ہم ایسا نہ کرین گے تو سمجھا جائے گا کہ ہم خود دوست نہین ہین ۔

نیکی کا بدلہ

حضرت امام حسین علیہ السلام نے ہم پر کتنا بڑا احسان کیا ہے ۔ ہماری بھلائی کے لئے خود اپنی جان دی اور ہمارے ہی فائدے کے واسطے اپنے سارے خاندان کو کٹوا دیا کوئی ایسا کر سکتا ہے ؟ اب بتلاؤ کہ جسنے ہمارے ساتھ اتنی بڑی نیکی کی ہے ہمکو اس کے

ساتھ کیا کرنا چاہئے؟ کیا اس کا بدلہ یہی ہی کہ ہم انکے اور اُن کے خاندان کے ساتھ دشمنی رکھیں؟ تمہارا دل خود جواب دیگا کہ یہ اول درجہ کا کمینہ پن ہے۔ اول تو وہ ہمارے امام ہیں۔ جنکی محبت کا ہمیں خدا اور اُسکے رسول کی طرف سے حکم ملا ہے۔ اگر ہم محبت نکرین گے تو ہم گنہگار کہلائین گے۔ پھر ایسے امام نے اپنی جان دیکر یہ بھلائی کی۔ اگر وہ امام نہ بھی ہوتے اور یہ بھلائی کرتے تو ہمکو انکے بدلہ مین انھین ہر وقت یاد رکھنا۔ انکی تعریف کرنا اور انکی اولاد کے ساتھ احسان کرنا چاہئے تھا۔ اس لئے ہمکو اور ہماری اولاد کو چاہئے کہ اپنے امام حضرت امام حسین علیہ السلام کو سوتے اور جاگتے نہ بھولین۔ اور اُنکی تکلیفوں اور مصیبتوں کا غم کرین ہمکو لازم ہے کہ ہماری ساری خوشیاں حسینؑ کے غم مین ڈوبی ہوں اور ہماری زبان پر ہر وقت حسین ہی حسینؑ ہو۔ دسوین محرم کو جو حضرت امام حسین علیہ السلام کے شہید ہونے کا دن ہے ہمارا سب سے بڑا غم والا دن ہونا چاہئے تاکہ تمام دُنیا ہماری تعریف کرے۔ ان سب باتون کے پورا کرنیکے لیے ہمین مجلس اور تعزیہ داری کی بڑی ضرورت ہے۔ اس کو ہر وقت اور جگہہ قائم کرنا چاہئے اور ہر شخص کو جتلانا چاہئے کہ یہ تمہر احسان کرنے والے کا کام ہے اس کا کرنا اور اسمین شریک ہونا تمھاری نیک بختی کا سبب ہے۔ یہی حسین کی نیکیوں کا بدلہ ہے۔

جو لوگ کہ حسینؑ کے ہین اور انکی عزاداری کو بند کرنے کی کوشش کرتے ہین سمجھ لو کہ وہ انھین لوگون کی اولاد اور اُنکے دوست ہین جنھون نے ایسے احسان کرنے اور نیکی کرنے والے مجتبیٰ امام کو شہید کیا۔ امام حسین علیہ السلام کا خون انکی گردن پر وار ہے۔ آج اگر امام حسین علیہ السلام زندہ ہوتے تو یہی لوگ انکے شہید کرنے کے واسطے تیار ہو جاتے اور رسول کے نواسہ پر رحم نہ کھاتے۔ ایسے لوگون سے اسطرح دور بھاگو جیسے ناپاکی سے بچتے ہو انکو سمجھاؤ کہ حسین کو شہید کرکے یا انکے دشمنوں کا ساتھ دیکر تم انکے نانا کو خوش کرسکتے یا ان سے جنت لے سکتے ہو؟ نواسے کو شہید کرین اور نانا سے جنت لینے کی خواہش ہو۔ یہ بالکل ناممکن ہے۔ انکو شرم دلاؤ کہ وہ جنکے نانا کا کلمہ پڑھ کر مسلمان کہلاو۔ اُنہی کو شہید کرو۔ یہ کیسا اسلام ہے

انھیں بتلاؤ کہ انصاف کا دن بہت نزدیک ہے - اس بے گناہ خون میں شریک ہونے والے سب پکڑے جاوینگے اور حسین کے نانا ہی اپنے نواسے کے خون کا دعویٰ کرینگے اُسوقت وہ اپنے چھٹکارہ کے لئے خدا کو کیا جواب دینگے -

بیگناہ خون

حضرت امام حسین علیہ السلام بے گناہ شہید کئے گئے - آپ مدینہ سے کوفہ اسواسطے آرہے تھے کہ سچی اور سیدھی راہ سے بھٹکے ہوئے مسلمانوں کو خدا کے دین پر قائم کریں کہ آپ کربلا میں چھ لاکھ فوج سے گھیرے گئے - ان مسلمانوں کا بگڑتے بگڑتے یہ مذہب ہوگیا تھا کہ چوری کرنا - جوا کھیلنا - شراب پینا - برا کام کرنا - آدمیوں کا قتل کرنا - اور دنیا کی تمام بری باتوں کو وہ خدا کی راہ جانتے - اور منع کرنے والے کو خدا کا دشمن جانتے حسین کے لئے ضروری تھا کہ وہ انھیں سچے اسلام کو جتلائیں - اگر ایسا نکرتے تو وہ خدا کو کیا جواب دیتے - آپ کربلا کے میدان میں گھیر لئے گئے اور یزید کا حکم ہو چکا کہ حسین کو انکے تمام خاندان اور ساتھیوں سمیت قتل کر ڈالو اور ان کے سروں کو ہمارے پاس بھیجو - اُسوقت حسین کے ساتھی صرف بہتر آدمی تھے جن میں اٹھارہ آپکے رشتہ دار اور چون آپ کے دوست تھے - دوسری تاریخ محرم کو آپ کربلا میں آئے اور حر کی فوج نے گھیر لیا -

ساتویں محرم سے آپ پر دانہ اور پانی بند کر دیا گیا - یہ ایسا ظلم ہوا کہ اس کے مقابلہ میں کوئی ظلم نہیں لایا جا سکتا - ان مسلمانوں کی طبیعتوں کو دیکھو جنھیں اپنے نبی کے نواسہ پر دانہ اور پانی بند کرتے ترس آیا - چھوٹے چھوٹے بچوں کی آواز سنتے تھے - مگر ان کے دل بھی نہ ہلتے تھے - اسی فرات کی نہر میں جسکے کنارے مسلمان اپنے رسول کا ہرا بھرا باغ جڑ مول سے کاٹنے کی تیاری کر رہے تھے - گھوڑے - گدھے - آدمی - چڑیاں

جانور سب انکی آنکھون کے سامنے پانی پیتے ۔ مگر ان کے رسول کی اولاد پیاس سے گھلا رہی تھی اور ایک بوند بھی نہ دیتے بلکہ دکھلا دکھلا کر پیتے ۔ اسیطرح تین روز تک رسول کا کُنبہ بے دانہ اور بے پانی رکھا گیا ۔ اب تم سمجھ سکتے ہوگے کہ مسلمانون کا کیا مذہب تھا اور وہ کیا کر رہے تھے ۔

دسوین تاریخ دس بجے دن سے لڑائی ٹھن گئی حسین علیہ السلام نے عمر سعد سے جو یزید کی بھاری فوج کا سردار تھا خود فرمایا "میرے بے گناہ خون مین اپنے ہاتھون کو نہ بھر ۔ مجھے یزید کے پاس جانے دے کہ مین اسکو سمجھاؤن یا اگر تم میری بات تمکو سُننا نہین چاہتے تو مین تمھارے رسول کا نواسہ ہون مجھے چھوڑ دو کہ مین کسی اور طرف چلا جاؤن عمر سعد ناپاک نے جواب دیا کہ یزید نے آپ کا سر مانگا ہے وہ آپکو زندہ نہین دیکھنا چاہتا ہم نہ یزید کے پاس جانے دینگے ۔ اور نہ آپکو چھوڑین گے ۔ بلکہ قتل کرینگے ۔ اس لئے جیتے جی فوج کے ہاتھ مین اپنے کو دینا آپ نے اپنی بے عزتی جانا اور لڑائی ٹھن گئی ۔

تین دن کے بھوکے اور پیاسون کی لڑائی کی کیا تعریف بیان ہو سکتی ہے ۔ ایک ایک بہادر ساری فوج پر بھاری تھا سب ایک ایک کرکے شہید ہوے اور عصر کے وقت امام مظلوم بڑی بہادری سے لڑکر گھوڑے سے زمین پر گرے گرنا تھا کہ شمر امام کے زخمی سینہ پر چڑھ کر بیٹھا اور بڑی بیرحمی کے ساتھ اپنے خنجر سے شہید کرکے وہ بے گناہ خون بہا دیا جسکے ایک ایک قطرہ کی قیمت ساری دُنیا کے خراج سے زیادہ تھی ۔

حضرت حُر علیہ السلام

دیکھو قسمت کسطرح چمکتی ہے اور خُدا اپنے بندون پر کسطرح مہربانی کیا کرتا ہے ۔ کربلا کے میدان مین جہان چھ لاکھ آدمی دوزخ مین گرنے کے لئے مُنھ کے بھل آنکھین بند کئیے ہوئے دوڑے جارہے تھے حُر کی قسمت نے حُر کو کسطرح بچایا ۔ حُر ۔ یزید ریاحی کا بیٹا تھا یہ یزید کی

فوج مین ایک ہزار آدمیونکے رسالہ کا افسر تھا۔ اور اسکی بڑی عزت تھی۔ جب حضرت
امام حسین علیہ السلام کوفہ کے قریب ہو پہنچے تو یہ اسواسطے معہ اپنے سوارونکے بھیجا گیا
کہ وہ امام حسین کو گھیرے اور کہین جانے نہ دے۔ جب امام کے قافلہ سے ملاقات ہوئی
تو اسنے روکا اور ایسی گستاخی بھی کی کہ امام کے گھوڑے کی لگام تھام لی آپ نے غصّہ مین
فرمایا "تیری مان تیرے ماتم مین روئے یہ کیا کرتا ہے" "حُر نے کہا" اگر آپ کے
سوا کوئی دوسرا میری مان کو ایسا کہتا تو مین اُسے تلوار سے جواب دیتا، لیکن آپ پر
نہ تو مین ہاتھ اُٹھا سکتا ہون اور نہ آپکی مان کی شان مین کچھ کہہ سکتا ہون" یہ کہکر
لگام چھوڑ دی۔ لیکن قافلہ کے ساتھ کربلا آیا جب دسوین محرم کو لڑائی چھڑی اور امام نے
مدد کی آواز بلند کی تو اُسوقت حُر آگے کی صف مین سردارونکے جھنڈ مین موجود تھا۔ یہ
آواز سُنکر اپنے دل مین خیال کیا "اے حُر۔ تو نے دُنیا کا عیش اُٹھالیا۔ اب جنت کی ہوس
کرنی چاہیے اور جنت حسین ہی کی طرف ہے" یہ سوچ کر پہلے حُر اپنے چچا کے پاس آیا اور
کہا "چچا آپنے امام کی آواز سُنی" اُس نے کہا ہان۔ مگر سپاہیونکو اس سے کیا مطلب "حُر نے کہا
واللہ مجھے پریشانی ہے کہ مین جنت اختیار کرون یا دوزخ۔ وہان سے اپنے بھائی کے
پاس آیا اور کہا "بھیا فاطمہ زہرا کا فرزند مدد کے لئے بُلا رہا ہے کیا تم نے اسکی آواز سُنی
اُسنے کہا ہان۔ لیکن آپکا کیا ارادہ ہے؟ حُر نے جواب دیا "حسین کی طرف جنت ہے مین جنت
اختیار کرونگا" بھائی نے کہا مین بھی ساتھ چلونگا۔ غلام بھی تیار ہوا۔ اور سب نے یکبارگی
گھوڑے کی باگ حسینی لشکر کیطرف پھیر دی۔ جب امام کو معلوم ہوا تو آپ حُر کی پیشوائی کے
واسطے چلے۔ امام کو آتا دیکھکر حُر گھوڑے سے کود پڑا اور غلام سے کہا کہ مین گنہگار ہون
میرے ہاتھ رومال سے باندھ دے۔ جب امام قریب آئے تو قدم پر گر کر عرض کیا
"مولا میری خطا معاف کیجئے کہ مین ہی آپکو کربلا لایا لیکن اب آپ پر جان نثار کرنے آیا
ہون مجھے لڑنے کی اجازت دیجئے۔ اجازت پاکر میدان مین گیا اور بہت سے سپاہی قتل کرکے

شہید ہُوا - پہلے حُر تھا - شہید ہو کر مستحق ہوا کہ دُنیا اسکو حضرت حُر علیہ السّلام کہے -

سوال و جواب

سوال - کلمہ مین کیا پڑھا جاتا ہے - ؟

جواب - لاالہ الا اللہ محمد الرسول اللہ و علیؑ ولی اللہ و وصی رسول اللہ -

سوال - حسین کس لئے شہید ہوے ؟

جواب - اسلام کے بچانے اور انسانونکو خدا کی راہ بتلانے مین -

سوال - حسُین کو کن لوگون نے شہید کیا -

جواب - مسلمانون نے - جو اپنے کو مسلمان کہتے اور حسُین کے نانا کا کلمہ پڑھتے -

سوال - یزید کون تھا ؟

جواب - یہ معاویہ کا بیٹا اور ابوسُفیان کا پوتا تھا - معاویہ کے مرنے کے بعد یہ شام کا بادشاہ ہُوا - یہ بڑا ظالم - شرابی - جواری اور بدکار تھا - اور باپ کی طرح خاندان رسول کا یکا دشمن تھا - یہ اپنے کو مسلمان کہتا لیکن اسی نے امام حسُین علیہ السّلام کو شہید کرایا - اسکے نام سے زبان نجس ہو جاتی ہے -

سوال - امام حسُین علیہ السّلام کب اور کہان شہید ہوے ؟

جواب - زمین کربلا پر - عاشورہ کے روز ۱۰ محرم ۶۱؁ھ یا ۶۸۳؁ع

سوال - حسُین اور انکے دشمنونکی تعداد کیا تھی - ؟

جواب - حسُینی لشکر کی تعداد صرف بہتر لیکن یزیدی لشکر کی تعداد کوئی نو لاکھہ - کوئی چھ لاکھہ - کوئی تین لاکھہ - کوئی بیاسی ہزار - اور کوئی چھتیس ۳۶ ہزار کہتا ہے -

سوال - حسُین پر پانی کس تاریخ سے بند ہوا ؟

جواب - ساتوین محرم -

سوال - حسین کے دشمنون اور ان دشمنونکے قدم پر چلنے والون کے ساتھ ہمارا کیسا برتاؤ ہونا چاہیئے -

جواب - انھین اپنا اور اپنے خدا کا اور اپنے رسول کا دشمن سمجھنا چاہئے اور ہمیشہ انکے دھوکے اور مکر سے ہوشیار رہنا چاہئے - لیکن انکے ساتھ سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ انھین حسین کا دوست بنایا جاکر ظلم کی کال کوٹھری سے نکالنا چاہیئے -

سوال - شمر کون تھا ؟

جواب - یہ ملعون دکافر امام حسین علیہ السلام کا شہید کرنے والا ہے اور یہ بھی اپنے کو مسلمان کہتا تھا -

سوال - عمر سعد کون تھا -؟

جواب - یہ ملعون کربلا مین یزید کی ساری فوج کا سپہ سالار تھا -

علم کی بڑائی

علم خدا کی نعمتون مین سے سب سے بڑھ کر ہے - ہمارے رسول و امام کا حکم ہے کہ اسے جہان پاؤ لیلو - علم ہی سے آدمی کو عزت و مرتبہ ملتا ہے اور علم ہی سے عقل بڑھتی ہی علم کے سبب اچھائی و برائی مین تمیز پیدا ہوتی ہے - اور انسان نیکی کو نیکی اور بدی کو بدی جانتا ہے - علم وہ دولت ہے جو کبھی گھٹتی نہین - اور جتنی دولتین ہین انکو چاہئے جتنا خرچ کرو دن دن گھٹین گی - مگر علم ہی وہ دولت ہے کہ اسے جس قدر زیادہ خرچ کرو گے اُسیقدر اسمین زیادتی ہوگی - علم سے ایمان کو روشنی ملتی ہے - خدا کی معرفت حاصل ہوتی ہے - اور دنیائی شہرت و عزت حاصل ہوتی ہے - علم ہی سے ادب و تمیز آتا اور دنیا کی ساری برائیان بھاگتی ہین - بے علمی یا جہالت سَو عیبونکا ایک عیب اور سو برائیون کی ایک برائی ہے - یہ ایک ہلاک کرنے والا عارضہ ہے جو انسان کی زندگی خراب کر دیتا ہے

ہمارے رسول امام کو تمام دنیا کے علوم حاصل تھے اور علاوہ اسکے اللہ تعالےٰ نے اپنا خاص علم انھین دیا تھا جسے علم لدنی کہتے ہین اسی وجہ سے تمام لوگ انکے محتاج تھے - اور انکو سب سے بڑائی و بزرگی حاصل تھی - انھون نے علم والونکو اپنا دوست کہا ہے اور اپنی دوستی و محبت مین علم کی قید لگائی ہے - اس لیئے اگر ہم انکے دوست ہین تو ہمکو چاہیئے کہ ہم دل لگاکر علم سیکھین اور دنیا مین آبرو حاصل کرین -

علم لازوال دولت ہے

ہر چیز کو چور چرا سکتا ہے مگر علم ایک ایسی دولت جسکو چور چرا ہی نہین سکتا - علاوہ اسکے ہر دولت کو زوال ہے لیکن علم کو زوال نہین بلکہ علم ہی سو دولت کی ایک دولت ہے ہم تمکو ایک قصہ سناتے ہین - ایک مرتبہ ایک عالم کے گھر مین آگ لگی - سارا مال و اسباب جو کچھ تھا جل گیا جب لوگونکو معلوم ہوا تو سب کے سب عالم صاحب کے پاس افسوس اور رنج ظاہر کرنے گئے - عالم صاحب کو دیکھا کہ وہ پہلے کی طرح خوش ہین - انکے چہرے سے کچھ بھی رنج اور افسوس نہین ظاہر ہوتا - لوگون نے کہا کہ آپ کے گھر مین آگ لگنے اور مال و اسباب جل جانیکا بہت افسوس ہی عالم صاحب نے جوابدیا اسمین افسوس کی کونسی بات ہے وہ اصل چیز جسنے یہ سب مال و اسباب جمع کیا تھا وہ تو جلی نہین اور ابتک میرے پاس موجود ہے - وہی پھر مال و دولت اکٹھا کریگی - لوگون نے پوچھا وہ کون چیز ہے - عالم صاحب نے جواب دیا وہ علم ہے جو سو دولتونکی ایک دولت ہے - بلکہ علم دولت و عزت کی مان ہے - اس لئے مجھے مال و اسباب جل جانے کی کچھ بھی پرواہ نہین ہے - ہان اگر علم جل سکتا یا اسے چور چرا لیجا سکتے تب البتہ افسوس کا مقام ہوتا -

اچھی باتین

بچو - صبح سویرے اٹھو - ہاتھ منھ صاف کرکے وضو کرو - نماز پڑھو - کیونکہ نماز خدا کی خوش کرنیوالی

چیز ہے اور جب خدا خوش ہو گا تو سارے کام بن جاوینگے۔ نماز ختم کر کے
قرآن شریف کی تلاوت کرو۔ اسکے بعد اپنے مان باپ۔ بہنون۔ بھائیون اور
بزرگون کو سلام کرو۔ کچھ ناشتہ کھا پی کر اپنی کتاب لیکر بیٹھ جاؤ۔ اور اچھی طرح
اپنا سبق یاد کرو۔ روز مدرسہ جاؤ۔ پڑھنے سے جی نہ چراؤ۔ کپڑے صاف رکھو
جسم ستھرا رہے۔ کیونکہ صفائی خدا کو بھی پسند ہے۔ روشنائی کے دھبّے کپڑون پر
نہ پڑنے پاوین۔ کتاب صاف و ستھری رہے۔ اگر تم کتاب کی عزت کروگے تو
کتاب تمکو عزّت دیگی۔ مدرسہ مین کھلاڑی اور میلے کچیلے لڑکون کے پاس مت بیٹھو
اُستاد کی طرف کان لگائے رہو۔ سب سے پہلے مدرسہ پہونچو اور سب کے آخر مین
آؤ۔ جب تمھارے بزرگ تمکو پکارین تو جی جناب کہکر جواب دو۔ گندے اور
بیکار کھیل مت کھیلو۔ چلاّکے بات مت کرو۔ اپنے بزرگون کا ہمیشہ ادب کرو۔ اور
اُن کی نصیحتین دل لگاکر سنو۔ مجلس مین ادب و خاموشی کے ساتھ بیٹھو۔ اور ذاکر کے
بیان کو دل لگاکر سُنو۔ جہان کہین مجلس ہو پہلے پہونچنے کی کوشش کرو۔ عزاداری
مین جان و دل سے کوشش کرو۔ اپنے مذہب کی اچھی اچھی باتین دوسرون کے
کان تک پہونچاؤ۔ اپنے مان۔ باپ۔ بھائی و بہن سے جھگڑا مت کرو۔ اپنے مان
باپ۔ اُستاد اور بزرگونکی اطاعت کرو۔ دوسرونکے کام مین ہاتھ بٹاؤ۔ ہر ایک کے
رنج و دُکھ مین شریک ہو۔ اپنے مذہبی بھائیون اور بہنونکی قدر کرو۔ ہر وقت اپنے
خدا۔ اپنے رسول اور اپنے امامونکے خوش کرنے کی کوشش کرو۔ ناپاکی اور نجاست سے
بچو۔ اور ہر وقت صفائی کا خیال رکھو۔ یاد رکھو کہ نماز پاکی کا خزانہ ہے۔ ایک نماز سے
ہر طرح کی پاکی اور صفائی کی دولت تمھین ملے گی۔

عقلمند لڑکی

محسنہ اور امدہ دو بہنین تھین محسنہ کا یہ روز کا دستور تھا کہ وہ صبح سویرے اُٹھ کر

وضو کرتی - نماز کے لئے کھڑی ہو جاتی اور قرآن کی تلاوت کرتی - ختم ہونے کے بعد
اپنے مان باپ اور بھائیون کے پاس جاکر ادب سے سلام کرتی - اسیوقت کچھ کھانی کر
اپنی کتاب لیکر بیٹھ جاتی اور خوب سبق یاد کرتی - جب اُستانی صاحبہ آتین تو انھین
جھک کر سلام کرتی - سبق سُنا کر نیا سبق لیتی - جب اُستانی صاحبہ جاتین تو دروازہ
تک پہونچانے جاتی اور سلام کرکے واپس ہوتی - لوٹ کر اپنا سبق خوب یاد کرتی
پھر کھانا کھا کر ہر قسم کی چکن - بیل - پھول کاڑھنے - بنیائن - موزہ - ازاربند بننے
اور میز پوش - خان پوش تیار کرنے مین لگ جاتی - جب تیار ہو جاتا تو اپنی نوکرنی کو
دیدیتی وہ جاکر گاہکون کے ہاتھ بیچ آتی - رفتہ رفتہ گھر ہی پر ان سب چیزون کی فرمائش
کرنے لگی - تھوڑے دنکے بعد وہ بڑا بھاری کارخانہ ہوگیا اور اسمین بہت سی عورتین
تنخواہ اور مزدوری پر کام کرنے لگین - اس سے اتنا نفع ہوا کہ محسنہ نے ہر جمعرات کو مجلس
قائم کی - ہر امام کی پیدائش اور وفات کا مولود اور مجلس ہونے لگی محرم مین زنانی
عزاداری بڑی دھوم سے قائم ہوگئی - غرضکہ محسنہ نے نام پیدا کر لیا - لیکن زاہدہ
نہایت شوخ اور شریر لڑکی تھی - پڑھنے کے وقت وہ بیمار بن جاتی اور کبھی اپنا سبق
نہ یاد کرتی چھٹی کے وقت محلہ کی کھلاڑی لڑکیان سب جمع ہوتین اور زاہدہ انکے
ساتھ گڑیان کھیلتی - محسنہ کو بھی بُلاتی مگر وہ نہ آتی -

ایک مرتبہ ایک جگہہ مجلس ہوئی - ہزارون عورتین جمع تھین - جب اِن لوگون نے
سُنا کہ محسنہ خاتون آرہی ہین تو سب عورتین پیشوائی کے لئے آئین اور محسنہ کو بڑی
قدر کے ساتھ لے گئین محسنہ کے ساتھ محلہ کی سب لڑکیان تھین - ان کی کسی نے
بات بھی نہ پوچھی - سب نے محسنہ کو لیجاکر صدر مین بٹھلایا اور بڑی خاطر کی - لیکن محسنہ کے
ساتھیونکو کسی نے بھی نہ پوچھا کہ تم کون ہو - اسوقت زاہدہ وغیرہ نے ایک دوسرے سے کہا
بہنو دیکھو گڑیان کھیلنے کا نتیجہ آج مل گیا - آج اگر ہم بھی محسنہ کی طرح علم و ہنر حاصل

کر چکے ہوتے تو ہماری یہ بے عزّتی نہ ہوتی - صبح ہوتی ہی سب نے اپنی گڑیان آگ مین جھونک دین اور علم و ہنر کے حاصل کرنے مین لگ گئین - تھوڑے دنونکے بعد انکی بھی وہی عزت کی گئی جو مسنکی کی گئی تھی - لڑکیو علم و ہنر حاصل کرو -

سوال و جواب

سوال - علم حاصل کرنے سے کیا ملتا ہے ؟

جواب - دولت و مرتبہ ملتا ہے - عزّت حاصل ہوتی ہے - اور خدا رسول اور امام خوش ہوتے ہین -

سوال - کھیل کود سے کیا نقصان ہوتا ہے ؟

جواب - ذلت و رسوائی ملتی ہے - وقت برباد ہوتا ہے -

سوال - سب سے بہتر کھیل کیا ہے ؟

جواب - پڑھنا - لکھنا - اور سب مین بہتر کتاب کا کھیل ہے -

سوال - وضو کسے کہتے ہین ؟

جواب - نماز سے پہلے ہاتھ منھ صاف کیا جاتا ہے - اسے وضو کہتے ہین -

سوال - نماز کسے کہتے ہین -

جواب - نماز خدا کی عبادتون مین سب سے بہتر عبادت ہے - اسکی نسبت حکم ہے کہ کسی وقت قضا نہ ہو - دن اور رات مین پانچ مرتبہ اسکے پڑھنے کا حکم ہے - صبح دو رکعت ظہر چار رکعت - عصر چار رکعت - مغرب تین رکعت - اور عشاء چار رکعت - سب ملا کر سترہ رکعتین ہوئین

حسینؑ کا لڑکپن

حضرت امام حسین علیہ السّلام تیسری شعبان کو ہجرت رسول کے چوتھے برس مدینہ مین پیدا ہوئے

آپ اپنی ماں فاطمہ زہرا کے شکم مبارک مین صرف چھ مہینہ رہے - دُنیا مین صرف تین شخص زندہ بچے جو چھ مہینے کے پیدا ہوئے - اول حضرت یحییٰ - دوسرے حضرت عیسیٰ اور تیسرے حضرت امام حسین علیہ السّلام جس وقت آپکے پیدا ہونے کی خبر آپ کے نانا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہوئی - آپ اس طرح شوق کے ساتھ گھر کی طرف چلے جیسے کوئی شکاری جانور اپنے شکار پر جاتا ہے - گھر مین گئے اور فرمایا " اے صفیہ میرے فرزند کو لاؤ " صفیہ نے عرض کیا " اے خُدا کے رسول مین نے ابھی بچّہ کو غسل دیکر پاک نہین کیا " آپنے فرمایا " تم اُسے کیا پاک کروگی جسے خُدا نے پاک و پاکیزہ کرکے بھیجا ہے " حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ بچّہ کو ایک سفید اونی کپڑے مین لائین اور نانا کی گود مین دیدیا - رسول اللہ نے اپنے دامن مین " لیکر سینہ میں چمٹالیا داہنے کان مین اذان اور بائین کان مین اقامت کہی - اسی وقت عقیقہ ہوا ایک سیاہ و سفید بھیڑا ذبح ہوا سر کے بال اُتارے گئے اور اسی کے وزن کے برابر چاندی تصدق کی گئی داہنے کان مین دُر پہنایا گیا -

فوراً اپنی زبان مبارک حسین کے منہ سے منھ مین دیدی اور آپ نے اوسے پینا شروع کردیا - حضرت اُم سلمہ بیان کرتی ہین کہ مین نے رسول اللہ کی زبان سے ایک چشمہ بہتا ہوا دیکھا جیسے دودھ اور شہد کا ہو اور حسین چٹخارا مار کر پیتے تھے آپنے خاتون جنت سے منع کردیا تھا کہ حسین کو دودھ نہ دینا - اس لئے کہ ایک مہینہ تک برابر رسول کی زبان چوس چوس کر پلے - اس طرح رسول کے خون و گوشت سے حسین کا خون و گوشت اُگا

جبرئیل کو خدا کی طرف سے حکم ملا " اے جبرئیل آج میرے حبیب کے گھر فرزند پیدا ہوا ہے - تم جاکر میری اور اپنی طرف سے ہمارے رسول کو مبارک باد دو اور کہو اے رسول حکم خدا ہے کہ اس بچّہ کا نام ہارون کے چھوٹے بیٹے کے نام پر حسین رکھو - اور کہنا کہ یہ

بچہ تمھاری اُمت کے بدترین لوگوں کے ہاتھوں تین دن کا بھوکا اور پیاسا زمین کربلا پر
شہید کیا جاوے گا - مین اس کے قاتلوں کو نہ بخشونگا - جبرئیل فرشتوں کا گروہ لیکر چلے -
انکا گذر اُس ٹاپو کی طرف سے ہوا - جہاں فطرس فرشتہ خدا کے عذاب کی سزا بھگت
رہا تھا - فطرس نے جبرئیل کو دیکھکر پوچھا "بھائی آج تم اس سج دھج سے کہاں جاتے ہو
جبرئیل نے کہا "آج نبی کے گھر مین فرزند پیدا ہوا ہے - ہم خدا کے حکم سے اُنکے پاس مبارکباد
دینے جاتے ہین -" فطرس نے کہا "اے بھائی جبرئیل مجھے بھی اپنے ساتھ لیچلو شاید
اس فرزند کی بدولت خدا ہماری خطا معاف کرے - جبرئیل نے فطرس کو بھی ساتھ لیا اور
نبی اللہ کی خدمت مین حاضر ہوئے - پیغام الٰہی پہونچایا - اُسیوقت اس بچہ کا نام حسین رکھا گیا
لیکن جب یہ خبر پہونچی کہ حسین تین دن کا بھوکا پیاسا شہید ہوگا - تو سب چیخ مار مار رونے
لگے اور رسول اللہ کو کسی طرح قرار نہ ہوتا - جب جبرئیل نے کہا کہ یہ بچہ آپکی اُمت کی بخشش کا
سبب ہوگا تب اطمینان ہوا -

فطرس نے عرض کیا "اے نبی اللہ پانچ سو برس گذرے کہ مین خدا کے عذاب مین
پھنسا ہون - آپ دعا کیجے کہ اس بچہ کی بدولت میری خطا معاف کی جاوے - رسول اللہ
نے فرمایا "اے فطرس اپنے بازو کو اسکے بدن سے مس کردے - فطرس نے ایسا ہی کیا
فوراً اسکے بال پر نکل آئے - ساری خطا معاف ہوگئی - اور پھر اُسے وہی درجہ
ملا جو پہلے تھا -

شیر خدا

حضرت علی علیہ السلام شیر خدا تھے - یہ ایسے بہادر تھے کہ کوئی انکی برابری نہین کرسکتا
جب یہ سنو تو اور تعجب معلوم ہوتا ہے کہ آپنے عمر بھر جو کی سوکھی روٹی کھائی - یا لوگون نے
جو کا آٹا پھانکتے ہوئے دیکھا - مگر اللہ تعالے نے آپ کو ایسی طاقت دی تھی کہ آپ کے

مقابلہ مین کوئی بازی نہین لیجا سکا اسی لئے آپ خُدا کے شیر کہے جاتے ہین اُسی طاقت کی آج تک ایسی دھاک بیٹھی ہوئی ہے کہ جتنے پہلوان ہین وہ اکھاڑہ مین آپ ہی کا نام لیکر اُترتے ہین اور کُشتی کے وقت آپ ہی کا نام انھین ڈھارس دیتا ہے۔ آپ ایسے سخی تھے کہ جو کچھ مِلتا وہ خُدا کی راہ مین غریبون کو دیدیتے۔ آپ کے یہان روز ہی فاقہ رہتا۔ مگر طاقت ویسی کی ویسی رہتی اور اُس زمانہ کے تمام پہلوان آپ کے نام سے بید کی طرح کانپتے تھے۔ جیسے آپ زبردست تھے ویسے ہی آپ شہسوار بھی تھے اور ویسے ہی جنگ کے کرتب مین آپ سے بہتر کوئی نہ تھا۔ سیکڑون لڑائیان آپ نے اکیلے لڑ کر جیتین۔ مگر کسی نے آپ کو نیچا نہین دکھلایا اور نہ کبھی فوج کی کثرت کو آپ دھیان مین لائے۔ اُحد کی جنگ مین لڑتے لڑتے آپ کی تلوار ٹوٹ گئی تو خُدا نے آپ کو ذوالفقار عطا کی۔ آپ کے غُصّہ سے لوگ پناہ مانگتے تھے۔ ہمیشہ آپ کو اُسوقت غصّہ آتا تھا جب آپ خدا کی راہ مین جنگ کے لئے اُترتے اور آپکے دشمن کہنا اور سمجھانا نہ مانتے۔ جب آپ اللہ اکبر کہتے تو سمجھ لیا جاتا کہ دشمن کو مار لیا۔ اسلام علی ہی کی بدولت پھیلا۔ اور رسول اللہ علی ہی کی وجہ سے اپنے ارادون مین کامیاب ہوئے۔ اگر علی کی تلوار نہ ہوتی تو دشمنون سے پناہ نہ مِلتی۔ اور نہ کسی کو ہمت ہوتی کہ وہ کُھلّم کُھلّا اسلام مین داخل ہو۔ رسول اللہ فرماتے تھے یا علی تم مجھ سے ہو اور مین تم سے ہون۔ تیرا خون میرا خون اور تیرا گوشت میرا گوشت اور یا علی تم شیر خدا ہو۔

اُصول دین

دین کی جڑین پانچ ہین جن کو اُصولِ دین کہتے ہین۔ ان کو زبانی یاد کرو۔

(۱)۔ توحید۔ یعنی خُدا ایک ہے۔ اُس کا کوئی ساتھی سنگھاتی نہین۔

(۲) عدل - خدا انصاف کرنے والا ہے - وہ ظالم نہین ہے -
(۳) نبوّت - ہمین خُدا کی راہ بتلانے کے لئے اور اپنے منشاء کے سمجھانے کو ہمارے پاس انبیا بھیجے -
(۴) امامت - رسول اللہ کے بعد خدائی انتظام ختم نہین ہوگیا بلکہ اس نے امام مقرّر کئے تاکہ وہ خدا کی راہ بتلادین - اور اسکے منشاء اور حکم کو ہم تک پہونچادین -
(۵) قیامت - جس روز دُنیا ختم ہوگی اور لوگ پھر زندہ ہیکے جاکر اپنی نیکی وبدی کا حساب دینگے اُس دن کا نام قیامت ہے -

فروع دین

دین کی شاخین چھ ہین - انھین فروع دین کہتے ہین اسے بھی زبانی یاد کرو
(۱) نماز - خدا کی عبادتون مین سب سے بہتر ہے - اسکی نسبت حکم ہے کہ جو ارادہ کرکے نماز نہ پڑھے وہ کافر ہے -
(۲) روزہ - رمضان کے مہینہ کے تیس ۳۰ روزے واجب ہین -
(۳) حج - خُدا کے گھر کے طواف کرنے کو کہتے ہین - ہر مسلمان پر فرض ہے کہ اگر زیادہ نہین تو ایک مرتبہ ضرور حج کرے حج کے لئے مکہ معظمہ جانا چاہیئے جو مُلک عَرَب مین ایک شہر ہے وہین کعبہ ہے -
(۴) زکواۃ - اپنی آمدنی کا چالیسوان حصّہ غریبون اور فقیرون کا حق ہے اُسے دینا چاہیئے -
(۵) خمس - مالِ غنیمت کا پانچوان حصّہ سادات بنی فاطمہ کا حق ہے اُسے دینا چاہیئے -
(۶) جہاد - جب دین و مذہب کے لئے خطرہ پیدا ہو اور مومنون کی

جانین ہلاکت مین ہون تو جہاد کرنا چاہئے یعنی کافرون سے لڑنا چاہیئے۔ مگر جہاد بغیر امام کی موجودگی کے نہین ہو سکتا۔

سوال وجواب

سوال۔ حضرت یحیٰی وحضرت عیسیٰ علیہم السّلام کون تھے ؟

جواب۔ دونون نبی تھے۔ عیسائی لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی اُمت ہین۔

سوال۔ حضرت ہارون علیہ السّلام کون تھے ؟

جواب۔ یہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام جو نبی تھے پچازاد بھائی تھے اور ان کے وصی بھی تھے۔

سوال۔ حضرت ہارون کے کتنے بیٹے تھے اور اُن کا کیا نام تھا ؟

جواب۔ شبیر۔ شبّر۔ مشبیر۔

سوال۔ ان نامون پر حضرت علی علیہ السّلام کے بیٹوں کا نام کس طرح رکھا گیا۔؟

جواب۔ عبرانی زبان مین حسن کا نام شبّر اور عربی مین حَسن۔ منجھلے کا عبرانی مین شبیر اور عربی مین حسین اور چھوٹے کا عبرانی مین مشبّر اور عربی مین محسن۔ یہ نام خُدا کے حُکم سے رکھے گئے۔

سوال۔ شیر خُدا کس کا لقب تھا ؟

جواب۔ حضرت علی علیہ السّلام کا۔

سوال۔ مُشکلکشا کس کا لقب تھا ؟

جواب۔ حضرت علی علیہ السّلام کا۔

سوال۔ ذوالفقار کیا چیز ہے۔؟

جواب۔ یہ ایک آسمانی تلوار تھی جو اُحد کی جنگ کے روز خُدا نے جبرئیل کے ہاتھون

علی کو بھجوائی ۔

سوال ۔ کیا رسُول اللہ کے انتقال کے بعد ہدایت کا دروازہ خُدا نے بند کر دیا ؟

جواب ۔ نہین ۔ جب دُنیا موجود ہے تو ہدایت کا دروازہ کیسے بند ہوسکتا تھا اسیلئے رسول کے بعد امام مقرر کیے گئے ۔ پہلے امام جو خُدا کی طرف سے مُقرر ہوئے وہ حضرت علی علیہ السّلام ۔ اگر کوئی کہے کہ رسول کے بعد سب لوگ آزاد کر دیے گئے کہ جو چاہے کرین اور ہدایت جو خُدائی انتظام تھا بند کر دیا گیا تو وہ قطعی جُھوٹا اور خُدا کا دشمن ہے ۔ کیا رسول ہی کے وقت مین ہدایت کی ضرورت تھی اور اب نہین ہے ؟

سوال ۔ کیا ہر شخص پر مثل رسول کے اماموں کی بھی اطاعت فرض ہے ؟ اور انکے دشمنونکو تم کیسا سمجھتے ہو ؟

جواب ۔ اماموں کی اطاعت ہر شخص پر فرض ہے ۔ اور انکا دشمن جہنمی اور کافر ہے ۔

خیبر کی خونی جنگ

بچو ۔ ہم تمھین ایک نامی پہلوان کی لڑائی سُناتے ہین جسکا نام مرحب ہے یہ بڑا زبردست پہلوان تھا ۔ اِس کے نام سے سب کی رُوح کانپتی تھی ۔ یہ اپنے زور اور جنگ کے کرتب کی وجہ سے کسی کو دھیان مین نہین لاتا تھا یہ خیبر کے قلعہ کی فوج کا سردار تھا ۔ اِس کے چھوٹے بھائی کا نام حارث تھا جو مرحب کی طرح بہادر اور طاقت والا تھا ۔ ان دونون کی وجہ سے سب کانپتے تھے ۔ یہ لوگ قوم کے یہودی تھے ۔ جو حضرت موسیٰ پیغمبر علیہ السّلام کی اُمّت کہلاتی ہے ۔ جب رسول اللہ کو یہودیون کے جمع ہونے کی خبر پہونچی کہ وہ لوگ چھاپہ مارنا چاہتے ہین تو آپ اپنی فوج لیکر خیبر کے قلعہ کے سامنے آپہونچے ۔ تین روز لڑائی ہوا کی ۔ مگر قموص جو اصل قلعہ تھا وہ فتح نہ ہو سکا ۔ علم دیکر جو سردار بناکر بھیجے جاتے وہ حارث کے ڈر کے مارے سر پہ پیر رکھکر بھاگتے ۔ جب اسلام کی

فوج عاجز آگئی اور تیسرے روز بھی بھگوڑے سردار رسول کے سامنے ستر میل منھ لیئے ہوئے پہونچے تو آپ نے فرمایا ”کل مین لشکر کا علم اسکو دونگا جو کرار ہے بھگوڑا نہین ہے۔ اُسی کے ہاتھ سے یہ قلعہ فتح ہوگا۔

رات بھر سب بیچین رہے کہ دیکھین صُبح کو کسے علم دیا جاتا ہے اور کون کرار اور دوست خُدا بنتا ہے۔ اِس درمیان مین حضرت علی علیہ السّلام کی آنکھین آگئی تھین اور اس قدر سُرخ تھین کہ کھُلتی نہ تھین اِس لئے سب کو اطمینان تھا کہ علی لڑ ہی نہین سکتے۔ صُبح ہوئی اور نماز پڑھ کر رسول آکھڑے ہوئے۔ جتنے لوگ تھے سبھون نے آکر گھیر لیا۔ آپ نے علم ہاتھ مین لیکر فرمایا ”کہان ہے کہان ہے میرا بھائی علی ابن ابی طالب“ سب نے کہا اُنکی آنکھین اُٹھ آئی ہین اور سخت درد ہے وہ دیکھ نہین نہین سکتے۔ آپ نے سلمان فارسی کو حکم دیا کہ علی کو لاؤ۔ سلمان علی کو اسطرح لائے کہ علی کی آنکھین بند تھین اور سلمان کے کاندھے کے سہارے آرہے تھے۔ جب علی قریب پہونچے تو رسول نے دوڑ کر سینہ سے لگالیا۔ اپنے زانو پر لٹا کر اپنا لعاب دہن انکی آنکھونمین لگادیا۔ آنکھیں ٹک سے کھُل گئین۔ حضرت علی علیہ السّلام فرماتے ہین کہ اُس روز سے پھر کبھی میری آنکھین نہین آئین رسول اللہ نے علم دیا اور فرمایا ”بھیا جاؤ اور قلعہ فتح کرو۔ حضرت علی علیہ السّلام گھوڑے پر سوار ہوے۔ اینڈ دی۔ اکیلے قلعہ کی طرف روانہ ہوے اور فوج کو حکم دیا کہ تم تیار ہو کر آجاؤ۔

قلعہ کے برج پر ایک نگہبان کی نوکری تھی کہ وہ فوج کا پتہ لگائے۔ اِس نے دیکھا کہ ایک سوار آیا اور اپنا نیزہ پھاٹک کے سامنے والے پتھر پر اس زور سے گاڑ دیا کہ سوا بالشت دھنس گیا۔ اس نے جاکر مرحب کو خبر دی۔ مرحب نے حارث کو بھیجا کہ جا اور اس جوانکا سر اُتار لا۔ حارث اپنی بہادر فوج کو لیکر قلعہ سے نکلا۔ لڑنے کے لئے بُلایا۔ حضرت علی علیہ السّلام بڑھے اور ایسا نیزہ مارا کہ سینہ سے پار ہوگیا۔ ساری فوج

خوف سے کانپتی ہوئی بھاگی اور قلعہ مین گھس گئی - جب مرحب نے اپنے بھائی کی سُنائی سُنی مارے غُصّہ کے ہونٹھ چبانے لگا - سارے اسلحہ بدن پر سجے - گھوڑے پر سوار ہوا - اور چھنٹے ہوے جوان لیکر اپنے گھمنڈ مین قلعہ سے باہر نکلا - دیکھا کہ اسکے بھائی کا قاتل گھوڑے کو ٹہلا رہا ہے - ؎مرحب نے پوچھا "اے جوان تونے میرے بھائی کو مارا ہے" شیر خدا نے جواب دیا " ہان - اور تجھے بھی تیرے بھائی کے پاس بھیجتا ہون"، یہ سُنکر وہ گھمنڈی بڑھا اور شیر خُدا کے سامنے آکر کہا " مین مرحب ہون میری ماں نے میرا نام مرحب رکھا ہے - مین بہادری کے بن کا شیر ہون - کون میرا مقابلہ کرسکتا ہے - شیر خُدا نے جوابدیا " انا الذی سمتنی اُمی حیدرۃ - مین وہ ہون کہ میری مان نے میرا نام حیدر رکھا ہے - حیدر کا نام سُن کر مرحب جھجکا - کیونکہ اسکی مان نے خبر دی تھی کہ لڑائی کے وقت جو اپنا نام حیدر بتلاوے اُس سے نہ لڑنا کیونکہ وہی تیرا قاتل ہے -

مگر اپنے زور اور گھمنڈ مین شیر خدا پر حملہ کیا مرحب برابر وار پر وار کرتا رہا اور حضرت علی علیہ السّلام بچتے رہے - جب دیر ہوگئی تو فرمایا " اے مرحب اچھا اب میرے وار کو روک " یہ کہکر گھوڑے کی پیٹھ پر دونون زانو توڑ کر بیٹھ گئے اور اپنی ذوالفقار اُٹھائی - اگرچہ مرحب کا قد شیر خدا کے قد سے ایک ہاتھ اونچا تھا - لیکن بہادر علی زانو ٹیکے بھی کھڑا ہو گیا اور گھوڑے کو کاوا دیکر اللہ واکبر کہا اور اس زور سے تلوار ماری کہ مرحب کا سر دور جا گرا - جب فوج نے یہ حال دیکھا تو بھاگ کر قلعہ میں گھس گئی اور قلعہ میں آنے والے پُل کو جو خندق پر بندھا ہوا تھا توڑ ڈالا تا کہ کوئی نہ آسکے حضرت علی علیہ السّلام نے غصّہ مین گھوڑے کو ایڑ دی وہ خندق کو پھاند کر پھاٹک پر جا پہونچا - پھاٹک بند تھا - شیر خُدا گھوڑے سے کودے اور اسی غصّہ مین پھاٹک کے کواڑ کو جو لوہے کے تھے اور ہر ایک پلہ کا وزن چالیس چالیس من کا تھا اسطرح اُکھاڑ لیا

بجیسے کوئی درخت سے پتہ توڑ لیتا ہے۔ خندق کے کنارے پر بیٹھ گئے اور کیواڑ کو ہاتھ مین لیکر اُسے پل بنایا اور فوج سے کہا کہ اسی پل پر سے چلے آؤ۔ سب اُسی کیواڑ پر سے قلعہ مین آ گئے۔ دیکھنے والون نے دیکھا کہ علی کے پیر ہوا مین معلق ہین اور ہاتھ تک نہین ہلتے۔ جب لوگون نے یہ حال دیکھا تو صلاح کی ان سے لڑنا ناممکن ہے۔ آخر سب نے اطاعت قبول کر لی قلعہ کرار کے ہاتھ پر فتح ہوا اور رسول اللہ کا فرمانا لفظ لفظ سچ ہوا۔

سئید ساجد حسین۔ کاظمی۔ سلونوی
یکم مارچ ۱۹۲۲ء

باسمہ سُبحانہ ولہ الحمد

یہ کتاب بچّون کے لئے مفید ہے انشاءاللہ جناب مؤلف عنداللہ مثاب ہین

حررہ الاقل

ابوالحسن النقوی بقلمہ

سکریٹری انجمن کاظمیہ امامیہ وایڈیٹر سلون

کی پہلی کامیاب کوشش

کوئی صاحب بغیر مؤلف کی اجازت طبع کا قصد نہ فرمائیں

سید ساجد حسین کاظمی سلون ضلع رائے بریلی

حصۂ دوم و سوم و چہارم زیر طبع ہیں عنقریب پیش کیے جائیں گے